بغیر اجازت

سعادت حسن منٹو

بغیر اجازت

سعادت حسن منٹو

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/ مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے

2008
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی
سے شائع کی۔

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

فہرست

سونے کی انگوٹھی	5
تانگے والے کا بھائی	15
مسز حمیدہ	23
بغیراجازت	32
قدرت کا اصول	41
خوشبودار تیل	45
سفنر پنچ	53
جسم اور روح	65
اب اور کہنے کی ضرورت نہیں	73
تپش کشمیری	83
رشوت	96
قیمے کی بجائے بوٹیاں	106

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

سونے کی انگوٹھی

''چھتے کا چھتہ ہو گیا آپ کے سر پر............ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بال نہ کٹوانا کہاں کا فیشن ہے............''

''فیشن ویشن کچھ نہیں............ تمہیں اگر بال کٹوانے پڑیں تو قدر، عافیت معلوم ہو جائے............''

''میں کیوں بال کٹواؤں............''

''کیا عورتیں کٹواتی نہیں............ ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسی موجود ہیں جو اپنے بال کٹواتی ہیں............ بلکہ اب تو یہ فیشن بھی چل نکلا ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بال رکھتی ہیں............''

''لعنت ہے ان پر............''

''کس کی............''

''خدا کی ، اور کس کی ....بال تو عورت کی زینت ہیں .... سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ عورتیں کیوں اپنے بال مردوں کی مانند بنوا لیتی ہیں ، پھر پتلونیں پہنتی ہیں .... نہ رہے ان کا وجود دنیا کے تختے پر............''

''وجود تو خیر آپ کی اس بددعا سے ان نیک بخت عورتوں کا دنیا کے اس تختے سے کسی حالت میں بھی غائب نہیں ہوگا............ ویسے ایک چیز سے مجھے تم سے کلی اتفاق ہے کہ عورت کو پتلون جسے سلیکس کہتے ہیں ، نہیں پہننی چاہئے ....اور سگریٹ بھی نہ پینے چاہئیں۔''

''اور آپ ہیں کہ دن میں پورا ایک ڈبا پھونک ڈالتے ہیں............''

''اس لئے کہ میں مرد ہوں............ مجھے اس کی اجازت ہے۔''

''کس نے دی تھی یہ اجازت آپ کو............ میں اب آئندہ سے ہر روز صرف ایک ڈبیا منگا کر دیا کروں گی............''

''اور وہ جو تمہاری سہیلیاں آتی ہیں، ان کو سگریٹ کہاں سے ملیں گے؟''

''وہ کب پیتی ہیں............''

''اتنا سفید جھوٹ نہ بولا کرو............ ان میں سے جب بھی کوئی آتی ہے تم میرا سگریٹ کا ڈبا اٹھا کر اندر لے جاتی ہو............ ساتھ ہی ماچس بھی .... آخر مجھے آواز دے کر تمہیں بلانا پڑتا ہے اور میرا ڈبا مجھے واپس ملتا ہے۔اس میں سے پانچ چھ سگریٹ غائب ہوتے ہیں............''

''پانچ چھ سگریٹ .... جھوٹ تو آپ بول رہے ہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

............وہ تو بیچاریاں مشکل سے ایک سگریٹ پیتی ہیں............''

''ایک سگریٹ پینے میں انہیں مشکل کیا محسوس ہوتی ہے۔''

''میں آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتی............ آپ کو تو اور کوئی کام ہی نہیں، سوائے بحث کرنے کے............''

''ہزاروں کام ہیں ....تم کون سے ہل چلاتی ہو .... سارا دن پڑی سوئی رہتی ہو۔''

''جی ہاں............ آپ تو چوبیں گھنٹے جاگتے اور وظیفہ کرتے رہتے ہیں............''

''وظیفے کی بات غلط ہے............البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں صرف رات کو چھ گھنٹے سوتا ہوں............''

''اور دن کو............''

''کبھی نہیں............ بس آنکھیں بند کر کے تین چار گھنٹے لیٹا رہتا ہوں کہ اس سے آدمی کو بہت آرام ملتا ہے............ ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔''

''یہ تھکن کہاں سے پیدا ہوتی ہے............ آپ کونسی مزدوری کرتے ہیں............''

''مزدوری ہی تو کرتا ہوں .... صبح سویرے اٹھتا ہوں ....اخبار پڑھتا ہوں............ایک نہیں سپر............ پھر ناشتہ کرتا ہوں............ نہاتا ہوں اور پھر تمہاری روزمرہ کی چخ چخ کے لئے تیار ہو جاتا ہوں............''

’’یہ مزدوری ہوئی............‘‘ اور آپ یہ تو بتایئے کہ روزمرہ کی چخ چخ کا الزام کہاں تک درست ہے............‘‘

’’جہاں تک اسے ہونا چاہئے............ شروع شروع میں............ میرا مطلب شادی کے بعد دو برس تک بڑے سکون میں زندگی گزرتی رہی تھی۔ لیکن پھر ایک دم تم پر کوئی ایسا دورہ پڑا کہ تم نے ہر روز مجھ سے لڑنا جھگڑنا اپنا معمول بنا لیا............ پتہ نہیں اس کی وجہ کیا ہے............‘‘

’’وجہ ہی تو مردوں کی سمجھ سے ہمیشہ بالاتر رہتی ہے............ آپ لوگ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے............‘‘

’’مگر تم سمجھنے کی مہلت بھی دو............ ہر روز کسی نہ کسی بات کا شوشہ چھوڑ دیتی ہو............ بھلا آج کیا بات تھی جس پر تم نے اتنا چیخنا چلانا شروع کر دیا۔‘‘

’’گویا یہ کوئی بات ہی نہیں کہ آپ نے پچھلے چھ مہینوں سے بال نہیں کٹوائے! اپنی اچکنوں کے کالر دیکھئے............ میلے چکٹ ہو رہے ہیں............‘‘

’’ڈرائی کلین کرا لوں............‘‘

’’پہلے اپنا سر ڈرائی کلین کرایئے............ وحشت ہوتی ہے اللہ قسم آپ کے بالوں کو دیکھ کر............ جی چاہتا ہے مٹی کا تیل ڈال کر ان کو آگ لگا دوں............‘‘

’’تاکہ میرا خاتمہ ہی ہو جائے............ لیکن مجھے تمہاری اس خواہش پر کوئی بھی اعتراض نہیں............ لاؤ باورچی خانے سے مٹی کے تیل کی بوتل............ آہستہ آہستہ میرے سر میں ڈالو اور ماچس کی تیلی جلا کر اس کو آگ

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

دکھا دو............ خس کم جہاں پاک۔‘‘

’’یہ کام آپ خود ہی کیجئے............ میں نے آگ لگائی تو آپ یقیناً کہیں گے کہ تمہیں کسی کام کا سلیقہ نہیں............‘‘

’’یہ تو حقیقت ہے کہ تمہیں کسی بات کا سلیقہ نہیں............ کھانا پکانا نہیں جانتی، سینا پرونا تمہیں نہیں آتا............ گھر کی صفائی بھی تم اچھی طرح نہیں کر سکتیں، بچوں کی پرورش ہے تو اس کا تو اللہ ہی حافظ ہے............‘‘

’’جی ہاں............ بچوں کی پرورش تو اب تک ماشاء اللہ آپ ہی کرتے آئے ہیں۔ میں تو بالکل ہی نکمی ہوں............‘‘

’’میں اس معاملے میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا............ تم خدا کے لئے اس بحث کو بند کرو۔‘‘

’’میں بحث کہاں کر رہی ہوں............ آپ تو معمولی باتوں کو بحث کا نام دے دیتے ہیں۔‘‘

’’تمہارے نزدیک یہ معمولی باتیں ہوں گی! تم نے میرا دماغ چاٹ لیا ہے............ میرے سر پر ہمیشہ اتنے ہی بال رہے ہیں............ اور تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے اتنی فرصت نصیب نہیں ہوتی کہ حجام کے پاس جاؤں............‘‘

’’جی ہاں............ آپ کو اپنی عیاشیوں سے فرصت ہی کہاں ملتی ہے............‘‘

’’کن عیاشیوں سے............‘‘

’’آپ کام کیا کرتے ہیں............ کہاں ملازم ہیں............ کیا

تنخواہ پاتے ہیں۔ آپ کو تو ہر وہ کام بہت بڑی لعنت معلوم ہوتا ہے جس میں آپ کو محنت مشقت کرنی پڑے۔''

''میں کیا محنت مشقت نہیں کرتا............ ابھی پچھلے دنوں اینٹیں سپلائی کرنے کا میں نے ٹھیکہ لیا تھا، جانتی ہو میں نے دن رات ایک کر دیا تھا۔''

''گدھے کام کر رہے ہیں۔ آپ تو سوتے رہے ہوں گے۔''

''گدھوں کا زمانہ گیا............ لاریاں کام کر رہی تھیں............ اور مجھے ان کی نگرانی کرنا پڑتی تھی............ دس کروڑ اینٹوں کا ٹھیکہ تھا............ مجھے ساری رات جاگنا پڑتا تھا............''

''میں مان ہی نہیں سکتی کہ آپ ایک رات بھی جاگ سکیں............''

''اب اس کا کیا علاج ہے کہ تم نے میرے متعلق ایسی غلط رائے قائم کر لی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم ہزار ثبوت دینے پر بھی مجھ پر یقین نہیں کرو گی............''

''میرا یقین آپ پر سے، عرصہ ہوا، اٹھ گیا ہے۔ آپ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔''

''بہتان تراشی میں تمہاری ہم پلہ اور کوئی عورت نہیں ہو سکتی............ میں نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا............''

''ٹھہریئے............ پرسوں آپ نے مجھ سے کہا کہ آپ کسی دوست کے ہاں گئے تھے۔ لیکن جب شام کو آپ نے تھوڑی سی پی............ تو چہک چہک کر مجھے بتایا کہ آپ ایک ایکٹریس سے مل کر آئے ہیں............''

''وہ ایکٹریس بھی تو اپنی دوست ہے .... دشمن تو نہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

.... میرا مطلب ہے اپنے ایک دوست کی بیوی ہے............''

''آپ کے دوستوں کی بیویاں عموماً تو ایکٹریس ہوتی ہیں۔ یا طوائفیں۔''

''اس میں میرا کیا قصور............''

''قصور تو میرا ہے............''

''وہ کیسے............''

''ایسے کہ میں نے آپ سے شادی کر لی............ میں ایکٹریس ہوں نہ طوائف۔''

''مجھے ایکٹریسوں اور طوائفوں سے سخت نفرت ہے............ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں............ وہ عورتیں نہیں سلیٹیں ہیں جن پر کوئی بھی چند حروف یا لمبی چوڑی عبارت لکھ کر مٹا سکتا ہے............''

''تو اس روز آپ کیوں اس ایکٹریس کے پاس گئے............''

''میرے دوست نے بلایا............ میں چلا گیا............ اس نے ایک ایکٹریس سے جو پہلے چار شادیاں کر چکی تھی، نیا نیا بیاہ رچایا تھا۔ مجھے اس سے متعارف کرایا گیا۔''

''کیسی تھی............''

''چار شادیوں کے بعد بھی وہ خاصی جوان دکھائی دیتی تھی............ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ عام کنواری جوان لڑکیوں کے مقابلے میں ہر لحاظ سے اچھی تھی۔''

''وہ ایکٹریسیں کس طرح خود کو چست اور جوان رکھتی ہیں۔''

''مجھے اس کے متعلق کوئی زیادہ علم نہیں............ بس اتنا سنا ہے کہ وہ

اپنے جسم اور جان کی حفاظت کرتی ہیں..........''

''میں نے تو سنا ہے کہ بڑی بدکردار ہوتی ہیں ۔ اوّل درجے کی فاحشہ..........''

''اللہ بہتر جانتا ہے.......... مجھے اسکے بارے میں کوئی علم نہیں ۔''

''آپ ایسی باتوں کا جواب ہمیشہ گول کر جاتے ہیں..........''

''جب مجھے کسی خاص چیز کے متعلق کچھ علم ہی نہ ہو تو میں جواب کیا دوں .... میں تمہارے مزاج کے متعلق بھی وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔''

''دیکھئے ! آپ میرے متعلق کچھ نہ کہا کیجئے .... آپ ہمیشہ میری بے عزتی کرتے رہتے ہیں .... میں یہ برداشت نہیں کر سکتی ....''

''میں نے تمہاری بے عزتی کب کی ہے۔''

''یہ بے عزتی نہیں کہ پندرہ برسوں میں آپ میرا مزاج نہیں جان سکے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں مخبوط الحواس ہوں، نیم پاگل ہوں، جاہل ہوں، اجڈ ہوں۔''

''یہ تو خیر تم نہیں ہو.......... لیکن تمہیں سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تم نے میرے بالوں کی بات کس غرض سے شروع کی .... اس لئے کہ جب بھی تم کوئی بات شروع کرتی ہو تو اس کے پیچھے کوئی خاص بات ضرور ہوتی ہے..........''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''خاص بات کیا ہوگی.......... بس آپ سے صرف یہی کہنا تھا کہ بال اتنے بڑھ گئے ہیں، کٹوا دیجئے.......... حجام کی دوکان یہاں سے کتنی دور ہے، زیادہ سے زیادہ دو سو گز کے فاصلے پر ہوگی.......... جائیے.......... میں پانی گرم کراتی ہوں۔''

''جاتا ہوں.......... ذرا ایک سگریٹ پی لوں۔''

''سگریٹ وگریٹ آپ نہیں پئیں گے .... لیجئے اب تک .... ٹھہریئے ، میں ڈبا دیکھ لوں .... میرے اللہ .... بیس سگریٹ پھونک چکے ہیں آپ.......... بیس..........''

''یہ تو کچھ زیادہ نہ ہوئے .... بارہ بجنے والے ہیں ....''

''زیادہ باتیں مت کیجئے .... سیدھے حجام کے پاس جائیے .... اور یہ اپنے سر کا بوجھ اتروائیے..........''

''جاتا ہوں.......... کوئی اور کام ہو تو بتا دو..........''

''میرا کوئی کام نہیں .... آپ اس بہانے سے مجھے ٹالنا چاہتے ہیں۔''

''اچھا تو میں چلا..........''

''ٹھہریئے..........''

''ٹھہر گیا.......... فرمایئے..........''

''آپ کے بٹوے میں کتنے روپے ہوں گے۔''

''پانچ سو کے قریب..........''

''تو یوں کیجئے............بال کٹوانے سے پہلے انارکلی سے سونے کی ایک انگوٹھی لے آیئے............ آج میری ایک سہیلی کی سالگرہ ہے............دو ڈھائی سو روپے کی ہو............''

''میری تو وہیں، انارکلی ہی میں حجامت ہو جائے گی............ میں جاتا ہوں............''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

تانگے والے کا بھائی

سید غلام مرتضیٰ جیلانی میرے دوست ہیں۔ میرے ہاں اکثر آتے ہیں .... گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں۔ کافی پڑھے لکھے ہیں............

ان سے میں نے ایک روز کہا:

''شاہ صاحب! آپ اپنی زندگی کا کوئی دلچسپ واقعہ تو سنایئے!'' شاہ صاحب نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا............ ''منٹو صاحب............میری زندگی دلچسپ واقعات سے بھری پڑی ہے .... کون سا واقعہ آپ کو سناؤں............''

میں نے ان سے کہا: ''جو بھی آپ کے ذہن میں آجائے۔'' شاہ صاحب مسکرائے .... ''آپ مجھے بڑا پرہیز گار آدمی سمجھتے ہوں گے

"............ آپ کو معلوم نہیں میں نے دس برس تک دن رات شراب پی ہے اور خوب کھل کھیلا ہوں ۔ اب چونکہ دل اچاٹ ہو گیا ہے اس لئے میں نے شغل چھوڑ رکھے ہیں............"

"میں نے پوچھا............ "کہیں آپ نے شادی تو نہیں کر لی؟"

"حضرت، میں پانچ برس سے لاہور میں ہوں .... اگر میں نے شادی کی ہوتی تو آپ کو اس کی اطلاع مل جاتی............"

"تو کیا آپ ابھی تک کنوارے ہیں؟"

"جی ہاں............"

"بڑے تعجب کی بات ہے!"

شاہ صاحب نے ایک آہ بھری............

"چلئے .... آپ کو ایک داستان سنا دوں .... آپ اسے لکھ کر اپنے پیسے کھرے کر لیجئے گا۔"

مجھے پیسے کھرے کرنے تو تھے، پھر بھی میں نے ان سے کہا: "نہیں شاہ صاحب............ آپ اپنی داستان سنائیے، دیکھیے اس کا افسانہ بنتا بھی ہے کہ نہیں .... ویسے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں نے آپ کی داستان کو افسانے میں ڈھال لیا تو مجھے جو معاوضہ ملے گا، سب کا سب آپ کا ہوگا۔"

شاہ صاحب ہنسے............

"چھوڑو یار .... میں اپنی بیتی ہوئی زندگی کے ٹکڑوں کی قیمت وصول نہیں کرنا چاہتا............ تم افسانہ نگار لوگ عجیب ذہن کے ہوتے ہو۔ داستان سن لو............ باقی تم جانو............ مجھے معاوضے وغیرہ سے کوئی

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

سروکار نہیں۔" شاہ صاحب کے لب و لہجہ سے یہ صاف ظاہر تھا کہ انہیں میری بات پسند نہیں آئی ۔ اس لئے میں نے اس کے بارے میں مزید گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھی اور ان سے کہا:

"آپ اپنی داستان بیان کرنا شروع کر دیں............"

شاہ صاحب نے میرے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال کر سلگایا .... مجھے بڑا تعجب ہوا اس لئے کہ میں نے انہیں چار پانچ برس کے عرصے میں کبھی سگریٹ پیتے نہیں دیکھا تھا............ میں نے اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے ان سے کہا:

"شاہ صاحب آپ سگریٹ پیتے ہیں!"

شاہ صاحب کے ہونٹوں پر جن میں سگریٹ اٹکا ہوا تھا، عجیب قسم کی مسکراہٹ نمودار ہوئی............

"منٹو صاحب! آپ نے اپنی زندگی میں اتنے سگریٹ نہیں پیئے ہوں گے .... جتنے میں پی چکا ہوں............ آج آپ نے ایسی بات چھیڑ دی کہ خود بخود میرے ہاتھ آپ کے سگریٹ کیس کی طرف اٹھ گئے............ وہسکی ہے آپ کے پاس؟"

میں نے جواب دیا:

"جی ہاں............ ہے............"

"تو لاؤ............ ایک پٹیالہ پیگ............ میں دس برس کا رکھا ہوا روزہ توڑوں گا............ تم نے آج ایسی باتیں کی ہیں کہ میرا سارا جسم ماضی میں چلا گیا ہے............"

میں نے اپنی الماری سے وہسکی کی بوتل نکالی اور شاہ صاحب کے لئے ایک پٹیالہ پیگ بنا کر حاضر کر دیا۔انہوں نے ایک ہی جرعے میں گلاس خالی کر دیا۔آستین سے ہونٹ صاف کرنے کے بعد وہ مجھ سے مخاطب ہوئے:''ہاں،تو اب کہانی سنو۔ لیکن یہ بوتل یہاں سے غائب کر دو............''

میں نے وہسکی کی بوتل اٹھائی اور اندر جا کر الماری میں رکھ دی۔واپس آیا تو دیکھا شاہ صاحب دوسرا سگریٹ سلگا رہے ہیں۔

میں کرسی اٹھا کر ان کے پاس بیٹھ گیا............وہ مسکرائے ....لیکن یہ مسکراہٹ کچھ زخمی سی تھی............انہوں نے اسی زخمی مسکراہٹ سے کہنا شروع کیا............''جو واقعہ میں اب بیان کرنے والا ہوں ....آج سے قریب قریب دس برس پہلے کا ہے............ہمارا حلقہ احباب زیادہ تر کھاتے پیتے اور کافی مالدار ہندوؤں کا تھا............بڑے اچھے لوگ تھے............ہر روز پینے پلانے کا شغل رہتا............اس حلقے میں میرے علاوہ کئی اور دوستوں کو شراب کے علاوہ عورتوں کی بھی ضرورت محسوس ہوا کرتی............وہ کسی نہ کسی طرح اپنی ضرورت پوری کرتے............مجھ سے کہتے کہ تم بھی آؤ............مگر میں انکار کر دیتا............اپنی مرضی کے خلاف............میرا دل ویسے چاہتا تھا کہ کسی عورت کی قربت نصیب ہو ....''میں نے شاہ صاحب سے کہا:

''آپ نے شادی کیوں نہ کر لی............''

شاہ صاحب نے جواب دیا:

''میں نے............سچ پوچھو تو اس کے متعلق کبھی سوچا ہی نہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

تھا............''

''کیوں............''

''کبھی خیال ہی نہ آیا............''

''خیر............آپ اپنی داستان جاری رکھیئے!''

شاہ صاحب نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں دبایا۔پیارے منٹو! میں نے بہت کوشش کی کہ اپنے دوستوں کے ساتھ شراب نوشی کے سوا کسی اور شغل میں نہ پھنسوں ....لیکن ان کم بختوں نے آخر ایک دن مجھے آمادہ کر ہی لیا۔یہ طے پایا کہ کسی دلال کے ذریعے خوش شکل لونڈیا منگوائی جائے۔ہم چار دوست فلیٹ سے باہر نکلے تو ایک تانگے والا جو کہ میرا واقف تھا، مجھے دیکھ کر پکارا اٹھا............شاہ جی ....شاہ جی............آؤ............آؤ!''ہم چاروں دوست اس کے تانگے پر بیٹھ گئے............اس وقت میں پورا پورا قائل ہو چکا تھا کہ شراب کے ساتھ عورت ضرور ہونی چاہئے۔چنانچہ میں نے اپنی ساری شرافت اپنی جیب میں ڈال کے، اس کے کان میں کہا کہ وہ کسی لونڈیا کا بندوبست کر دے۔

جب اس نے یہ سنا تو وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا............اس کو یقین نہیں آتا تھا کہ میں کبھی ایسی واہیات بات کروں گا............لیکن جب میں نے اس کے کان میں پھر کہا کہ مجھے واقعی ایک لڑکی کی اشد ضرورت ہے تو اس نے بڑے ادب سے کہا:

''شاہ جی! تسیں جو حکم دیو............بندہ حاضر اے............ایسی تنکڑی کڑی لے کے آواں گا کہ ساری عمر یاد رکھو گے............''

تانگے والا چلا گیا اور ہم واپس اپنے فلیٹ میں آ گئے۔شام کا وقت تھا جب

وہ یہ مہم سر کرنے کے لئے گیا تھا........... ہم دیر تک انتظار کرتے رہے۔ طرح طرح کے خیالات میرے دل میں آتے تھے۔ وہ لڑکی کس قسم کی ہو گی، کہیں کوئی بازاری عورت تو نہ نکل آئے گی...........

ہم جب انتظار کرتے کرتے تھک گئے تو تاش کھیلنا شروع کر دی۔ رات کے بارہ بج گئے........... ہم مایوس ہو کر باہر نکلے تو دیکھا کہ تانگے والا گھوڑے کے چابک لگاتا چلا آ رہا ہے۔ پچھلی نشست پر ایک برقعہ پوش عورت بیٹھی تھی۔ میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ تانگے والے نے مجھ سے کہا:

''شاہ جی! جو مال میں لینے گیا تھا، وہ دساور چلا گیا ہے........... اب یہ دوسرا مال بڑی کوششوں سے ڈھونڈ کر لایا ہوں...........''

میں نے اس کو پانچ روپے دیئے۔ پھر ہم چاروں دوست سوچنے لگے کہ اس برقع پوش عورت کو کہاں لے جائیں........... اپنے فلیٹ میں لے جانا ٹھیک نہیں تھا اس لئے کہ ذمہ داری تھی........... لوگ چہ میگوئیاں کرتے۔ بات کا بتنگڑ بن جاتا........... خواہ مخواہ ایک فضیحتا ہو جاتا........... چنانچہ ہم نے فیصلہ کیا کہ اپنے دوست رحمان کے پاس چلیں۔

رات کے ایک بجے کے قریب ہم اس برقع پوش عورت کے ہمراہ رحمان کے مکان پر پہنچے۔ بہت دیر تک دستک دینے کے بعد اس نے دروازہ کھولا۔ کمبل اوڑھے تھا۔ اسے غالباً بخار تھا...........

میں نے اس کو ساری بات دبی زبان میں بتائی تو اس نے بھی دبی زبان ہی میں کہا:

''شاہ جی........... آپ کو کیا ہو گیا ہے........... میرا مکان حاضر ہے، لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ اس مہینے کی بیس تاریخ کو میری شادی ہونے والی ہے

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

.... میرا سالا اندر ہے........... اس کی موجودگی میں یہ سلسلہ جو آپ چاہتے ہیں، کیسے ہو سکتا ہے...........''

کچھ دیر .... میری سمجھ میں نہ آیا اس سے کیا کہوں........... لیکن تھوڑے سے توقف کے بعد میں نے اس کو ڈانٹا...........

''یار! تم نرے کھرے بے وقوف ہو........... اپنے سالے کو چلتا کرو........... ہم اتنی دور سے تمہارے پاس آئے ہیں........... کیا تم میں اتنی مروت بھی باقی نہیں رہی........... بیس تاریخ کو تمہاری شادی آ رہی ہے، ٹھیک ہے........... لیکن آج میری شادی ہے........... یہ میری دلہن برقع پہنے تانگے میں بیٹھی ہے........... تمہیں اپنے دوستوں کا کچھ تو خیال آنا چاہئے...........''

رحمان کو میری حالت پر کچھ ترس آ گیا........... چنانچہ اس نے اپنے سالے کو جگایا اور اس کو اپنے بخار کے لئے کوئی ضروری دوا لینے کے لئے باہر بھیج دیا۔ شہر میں قریب قریب کیمسٹوں کی سب دکانیں بند تھیں، لیکن اس نے اپنے سالے سے کہا:

''شہر کی دکانیں دیکھو، جہاں سے بھی تمہیں یہ دوا ملے، لے کر آؤ!'' لڑکا برخوردار قسم کا تھا........... نسخہ لے کر آنکھیں ملتا چلا گیا۔ اس غریب کو تانگہ بھی شاید نظر نہ آیا........... جس میں برقع پوش عورت بیٹھی تھی...........

میں نے سوچا........... کہ ہجوم ٹھیک نہیں ہو گا........... معلوم نہیں میرے دوست کیا حرکتیں کریں، چنانچہ میں نے ان کو کسی نہ کسی طرح آمادہ کر لیا کہ وہ تانگے میں واپس چلے جائیں۔ پانچ روپے تانگے والے کو اور دے دیئے۔ مگر اس نے برقع پوش سواری اتاری تو کہا:

''حضور! اس کی فیس تو دیتے جائیے............''

میں نے پوچھا کتنی ہے۔

''پچیس روپے۔''

میں نے جیب سے نوٹ نکالے اور گن کر پانچ پانچ کے پانچ نوٹ اس کے حوالے کر دیئے اور اس برقع پوش عورت کو اپنے دوست کے مکان میں لے آیا۔

رحمان کو بخار تھا............ وہ علیحدہ کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔ میں بہت دیر تک اس برقع پوش عورت سے گفتگو کرتا رہا............

اس نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ اپنے چہرے سے نقاب ہی ہٹایا۔ میں تنگ آ گیا............ اس کو ٹٹولا............ تو وہ بالکل سپاٹ تھی............ آخر میں نے زبردستی اس کا برقع الٹ دیا۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی............ جب دیکھا کہ وہ عورت نہیں............ ہیجڑا تھا............ نہایت مکروہ قسم کا............!

مجھے سخت غصہ آیا............ میں نے اس سے پوچھا:

''یہ کیا واہیات پن ہے............''

اس ہیجڑے نے جس کے چہرے پر روؤں کا نیلا نیلا غبار موجود تھا، بڑے نسوانی انداز میں جواب دیا:

''میں............ تانگے والے کا بھائی ہوں۔''

شاہ صاحب نے اس کے بعد مجھ سے کہا............ ''منٹو صاحب! اس دن کے بعد مجھے اس سلسلے سے کوئی رغبت نہیں رہی۔''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

مسٹر حمیدہ

رشید نے پہلی مرتبہ اس کو بس اسٹینڈ پر دیکھا............ جہاں وہ شیڈ کے نیچے کھڑی بس کا انتظار کر رہی تھی............ رشید نے جب اسے دیکھا تو وہ ایک لمحے کے لئے حیرت میں گم ہو گیا............ اس سے قبل اس نے کوئی ایسی لڑکی نہیں دیکھی تھی جس کے چہرے پر مردوں کی مانند داڑھی اور مونچھیں ہوں۔

پہلے رشید نے سوچا کہ شاید اس کی نگاہوں نے غلطی کی ہے۔ عورت کے چہرے پر بال کیسے اگ سکتے ہیں۔ پر جب اس نے غور سے دیکھا تو اس لڑکی نے باقاعدہ شیو کر رکھی تھی اور سرمئی غبار اس کے گالوں اور ہونٹوں پر موجود تھا............

رشید نے سمجھا کہ شاید ہیجڑا ہو، مگر نہیں............ وہ ہیجڑا نہیں تھی۔ اس لئے کہ اس میں ہیجڑوں کی سی مصنوعی نسوانیت کے کوئی آثار نہیں تھے۔ وہ مکمل عورت

تھی .... ناک نقشہ بہت اچھا تھا۔ .... کولہے چوڑے چکلے .... کمر پتلی .... سینہ جوانی سے بھر پور .... بازو سڈول .... غرضیکہ اس کے جسم کا ہر عضو اپنی جگہ پر نسوانیت کا عمدہ نمونہ تھا۔

ایک صرف اس کی داڑھی اور مونچھوں نے سب کچھ غارت کر دیا تھا .... رشید سوچنے لگا .... قدرت کی یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ ایک اچھی بھلی نوجوان خوبصورت لڑکی کو بدنما بنا دیا۔

رشید کے دماغ میں کئی خیال اوپر تلے آئے اور وہ بوکھلا گیا۔ وہ سوچتا تھا

''کیا اس لڑکی کی زندگی اجیرن ہو کے نہیں رہ گئی!''

''صبح اٹھ کر جب اسے استرا پکڑ کر شیو کرنا پڑتی ہوگی تو اسے کیا محسوس ہوتا ہوگا .... کیا اس وقت اس کے جی میں جھنجھلا کر انتقامی خواہش پیدا نہ ہوتی ہوگی کہ وہ گھس کھدے کی طرح اپنے گال اور ہونٹ چھیل ڈالے۔''

''ایک عورت کے لئے یہ کتنا بڑا عذاب ہے کہ خار پشت کی مانند اس کے گالوں پر دوسرے روز نکیلے بال اگ آئیں۔''

''اگر مردوں کے مانند عورتوں کے بھی داڑھی مونچھ اُگتی تو کوئی حرج نہیں تھا۔ پر یہاں ازل سے عورتیں ان بالوں سے بے نیاز ہی رہی ہیں ....''

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں .... عورتوں کے چہرے پر بالوں کا ہونا کوئی معیوب چیز نہیں .... لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ ہم لوگ یہ دیکھنے کے عادی نہیں ....''

''صنف نازک، آخر صنف نازک ہے .... اس میں شک نہیں

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

.... ''اس لڑکی میں نسوانیت کے تمام جوہر موجود ہیں .... پھر یہ داڑھی مونچھ کس لئے اگ آئی ہے .... نظر پٹو کے طور پر .... اس کی کوئی تشریح و توضیح تو ہونی چاہئے۔ بیکار میں ایک خوبصورت شئے کو بھونڈا بنا دیا .... یہ کہاں کی شرافت ہے!''

''اب ایسی لڑکی سے شادی کون کرے گا جو ہر روز صبح سویرے اُٹھ کر، استرا ہاتھ میں پکڑ کر شیو کر رہی ہو۔''

''یہ لڑکی مونچھیں نہ مونڈے اور انہیں بڑھا لے .... تو کیا اس سے خوف نہیں آئے گا .... آپ بے ہوش نہ ہوں، لیکن چند لمحات کے لئے آپ کے ہوش و حواس ضرور جواب دے جائیں گے .... آپ اپنے ہونٹوں پر انگلیاں پھیریں گے جہاں مونچھیں مُنڈھی ہوں گی .... مگر آپ کی صنف مقابل اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہی ہوگی ....''

بس آ گئی .... وہ لڑکی اس میں سوار ہو کر چلی گئی .... رشید کو بھی اسی بس سے جانا تھا، لیکن وہ اپنے خیالوں میں اس قدر غرق تھا کہ اس کو بس کی آمد کا پتہ چلا نہ اس کے جانے کا۔

تھوڑی دیر کے بعد جب وہ لڑکی کو ایک نظر اور دیکھنے کے لئے پلٹا تو وہ موجود نہیں تھی۔ اس کا ذہن اس قدر مضطرب تھا کہ اس نے اپنا کام ملتوی کر دیا اور گھر چلا آیا۔ اپنے کمرے میں بستر پر لیٹ کر اس نے مزید سوچ بچار شروع کر دی۔ اس کو اس لڑکی پر بہت ترس آ رہا تھا .... بار بار قدرت کی بے رحمی پر لعنتیں بھیجتا تھا کہ اس نے کیوں نسوانیت کے اتنے اچھے اور خوبصورت نمونے کو خود ہی بنا کر اس پر سیاہی کا لیپ کر دیا .... آخر اس میں کیا مصلحت تھی .... اب

اس شکل میں اس سے شادی کون کرے گا............ قدرت نے کیا اس کے لئے کوئی ایسا مرد پیدا کر رکھا ہے جو اسے قبول کر لے گا............ لیکن وہ سوچتا کہ قدرت اتنی دور اندیش نہیں ہو سکتی............

اس کی بہن آئی............ دوپہر ہو چکی تھی............ اس نے رشید سے کہا

''بھائی جان............ چلئے، کھانا کھا لیجئے............''

رشید نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور اس کو یوں محسوس ہوا کہ اس کے چہرے پر بھی بال ہیں۔

''سلیمہ............''

''جی............''

''کچھ نہیں............ لیکن نہیں ٹھہرو............ کیا تمہاری مونچھیں ہیں............''

سلیمہ جھینپ گئی۔

''جی ہاں............ بال اُگتے ہیں............''

''رشید نے اس سے پوچھا تو............ میرا مطلب ہے تمہیں الجھن نہیں ہوتی ان بالوں سے؟''

''سلیمہ نے اور زیادہ جھینپ کر جواب دیا: ''ہوتی ہے بھائی جان!''

''تو انہیں تم کیسے صاف کرتی ہو............ بلیڈ سے؟''

''جی نہیں............ ایک چیز ہے جسے بے بی چچ کہتے ہیں............ اس کو تھوڑی دیر ہونٹوں پر گھسانا پڑتا ہے............''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''تو بال اُڑ جاتے ہیں؟''

''اڑتے وڑتے خاک بھی نہیں............ دوسرے تیسرے روز پھر نمودار ہو جاتے ہیں بڑی مصیبت ہے............ بعض اوقات تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔''

رشید نے پوچھا

''وہ کیوں............''

سلیمہ نے دردناک لہجہ میں جواب دیا:

''تکلیف ہوتی ہے بہت............ جب بال اُکھڑتے ہیں تو چھینکیں آتی ہیں............ اور چھینکوں کے ساتھ آنکھوں میں پانی اتر آتا ہے............ معلوم نہیں اللہ میاں مجھے کن گناہوں کی سزا دے رہا ہے............''

رشید نے تھوڑے توقف کے بعد اپنی بہن سے پوچھا............

''تمہاری کسی اور سہیلی کی بھی داڑھی اور مونچھیں ہیں............''

''مونچھیں تو کئی لڑکیوں کی دیکھی ہیں، پر داڑھی میں نے کبھی کسی عورت کے چہرے پر نہیں دیکھی............ ایک دو بال ٹھوڑی پر دیکھنے میں آئے ہیں جو وہ موچنے یا ہاتھ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں............ یہ آپ نے کیسی گفتگو آج شروع کر دی............ چلئے، کھانا کھا لیجئے............''

رشید نے کچھ دیر سوچا۔

''نہیں............ میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا............ میرا معدہ ٹھیک نہیں ہے'' رشید کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس نے بالوں کی پڈنگ کھائی ہے جو ہضم ہونے میں ہی نہیں آتی............ اس کے سارے جسم پر تیز تیز نکیلے بال

یوں رینگ رہے تھے جیسے خاردار چیونٹیاں۔

جب سلیمہ چلی گئی تو رشید نے پھر سوچنا شروع کر دیا............ لیکن سوچنے سے کیا ہو سکتا تھا............ اس لڑکی کے چہرے کے بال تو دور نہیں ہو سکتے تھے۔ اس امر کا رشید کو کامل یقین تھا لیکن پھر بھی وہ سوچے چلا جا رہا تھا............ جیسے وہ کوئی بہت بڑا معمہ حل کر رہا ہے۔

رشید کو داخلے کی درخواست دینا تھی............ اس نے بی اے کا امتحان راولپنڈی سے پاس کیا تھا۔ اب وہ چاہتا تھا کہ لاہور میں کسی کالج میں داخل ہو جائے اور ایم اے کی ڈگری حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان چلا جائے جہاں اس کے والد پریوی کونسل میں پریکٹس کرتے تھے۔

اس روز مونچھوں اور داڑھی والی لڑکی کے باعث نہ جا سکا۔ دوسرے روز وہ بس کے بجائے تانگے میں گیا............ اس نے چونکہ بی اے کا امتحان بڑے اچھے نمبروں پر پاس کیا تھا، اس لئے اسے داخلے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی۔ وہ داڑھی مونچھوں والی لڑکی اب رشید کے دل و دماغ سے قریب قریب محو ہو چکی تھی............ لیکن ایک دن اس نے اس کو کالج میں دیکھا............ لڑکے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔

ایک نے آوازہ کسا:

"مسٹر حمیدہ............"

دوسرے نے کہا:

"ایک ٹکٹ میں دو مزے ہیں............ عورت کی عورت اور مرد کا مرد............"

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

تیسرے نے قہقہہ لگایا:

"عجائب گھر میں رکھنا چاہئے تھا ایسی شخصیت کو............"

اور وہ بیچاری خفیف ہو رہی تھی............ اس کی پیشانی پسینے سے تر تھی............ رشید کو اس پر بہت ترس آیا............ اس کے جی میں آئی کہ آگے بڑھ کر ان تمام لڑکوں کا سر پھوڑ دوں جو اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ مگر وہ کسی مصلحت کی بنا پر خاموش رہا............

جب لڑکے چلے گئے اور اس لڑکی نے اپنے دوپٹے سے آنکھوں میں اُمڈے ہوئے آنسو خشک کئے تو وہ جرأت سے کام لے کر اس کے پاس گیا اور بڑے ملائم لہجے میں اس سے مخاطب ہوا:

"آپ یہاں کس کلاس میں پڑھتی ہیں............"

اس نے تنگ آ کر کہا:

"کیا آپ بھی میرا مذاق اڑانے آئے ہیں............"

رشید نے اپنا لہجہ اور ملائم کر دیا............ "جی نہیں............ آپ مجھے اپنا دوست یقین کیجئے............"

اس نے، جس کا نام حمیدہ تھا............ نفرت کی نگاہوں سے رشید کو دیکھا............

"مجھے کسی دوست کی ضرورت نہیں............"

"یہ آپ کی زیادتی ہے............ ہر شخص کو دوست اور ہمدرد کی ضرورت ہوتی ہے............ میں اس وقت مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کے مضطرب دماغ کو اپنی باتوں سے اور زیادہ مضطرب کر دوں............ ویسے میں آپ سے پھر

درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا دوست یقین کیجئے۔'' یہ کہہ کر رشید چلا گیا۔

اس کے بعد متعدد مرتبہ اس نے حمیدہ کو دیکھا جو بی اے میں پڑھتی تھی۔ سارے کالج میں اس کی ڈاڑھی مونچھوں کے چرچے تھے............ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لڑکوں کی آوازہ بازی کی عادی ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ اس کے چہرے پر کوئی بال نہیں ہے۔

وہ ہوسٹل میں رہتی تھی۔ ایک دفعہ وہ شدید طور پر بیمار ہو گئی۔ دس پندرہ دن تک بستر میں لیٹنا پڑا............ رشید نے کئی بار ارادہ کیا کہ وہ اس کی بیمار پرسی کے لئے جائے مگر اس کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ وہ مشتعل ہو جائے گی کیونکہ اسے کسی کی ہمدردی پسند نہ تھی۔

وہ چاہتی تھی کہ اس کی کشتی، ٹوٹی پھوٹی، جیسی بھی ہے اسے اس کے سوا اور کوئی کھینے والا نہ ہو............ لیکن ایک دن مجبور ہو کر اس نے چپراسی کے ہاتھ ایک رقعہ رشید کے نام بھیجا............ جس میں یہ چند الفاظ مرقوم تھے:

رشید صاحب!

میں بیمار ہوں............ کیا آپ چند لمحات کے لئے میرے کمرے میں تشریف لا سکتے ہیں۔ ممنون و متشکر ہوں گی............''

حمیدہ

رشید یہ رقعہ ملتے ہی ہوسٹل میں گیا............ بڑی مشکلوں سے حمیدہ کا کمرہ تلاش کیا............

اندر داخل ہوا تو اس نے پہلے یہ سمجھا کہ کوئی مرد جس نے کئی دنوں سے شیو نہیں کی............ کمبل اوڑھے لیٹا ہے............ مگر اس نے اپنا ردعمل

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ظاہر نہ ہونے دیا۔

چار پائی کے ساتھ ہی کرسی پڑی تھی۔ رشید اس پر بیٹھ گیا۔

حمیدہ مسکرائی۔

''میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ مجھے بخار کے باعث بہت نقاہت ہو گئی ہے اور شیو نہیں کر سکی............ کیا آپ میرے لئے یہ زحمت برداشت کر سکیں گے............''

رشید نے کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا............ شیو کا سامان کھڑکی کی سل پر موجود تھا۔

ٹین میں گرم پانی لا کر اس نے حمیدہ کے چہرے کے بال نرم کئے، صابن ملا۔ اچھی طرح جھاگ پیدا کئے اور پھر پانچ منٹ کے اندر اندر شیو بنا ڈالی............

پھر تولئے سے اس کا چہرہ خشک کیا اور شیو کا سامان صاف کرنے کے بعد وہیں رکھ دیا جہاں سے اس نے اٹھایا تھا۔

حمیدہ نے اپنا نحیف ہاتھ گالوں پر پھیرا............ اور پھر رشید سے کہا۔

''شکریہ............''

اب دونوں ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔

رشید نے ایم اے اور حمیدہ نے بی اے پاس کر لیا............ رشید کو فوراً بہت اچھی ملازمت مل گئی۔

اب وہ ایک نہیں، روزانہ دو شیو بناتا تھا!

بغیراجازت

نعیم ٹہلتا ٹہلتا ایک باغ کے اندر چلا گیا............ اس کو وہاں کی فضا بہت پسند آئی............ گھاس کے ایک تختے پر لیٹ کر اس نے خود کلامی شروع کر دی۔

کیسی پُر فضا جگہ ہے............ حیرت ہے کہ آج تک میری نظروں سے اوجھل رہی نظریں............ اوجھل............

اتنا کہہ کر وہ مسکرایا............

نظر ہو تو چیزیں نظر بھی نہیں آتیں............ آہ کہ نظر کی بے نظری! دیر تک وہ گھاس کے اس تختے پر لیٹا اور ٹھنڈک محسوس کرتا رہا، لیکن اس کی خود کلامی جاری تھی۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

یہ نرم نرم گھاس کتنی فرحت ناک ہے!

آنکھیں پاؤں کے تلووں میں چلی آئیں .... اور یہ پھول .... یہ پھول اتنے خوبصورت نہیں جتنی ان کی ہر جائی خوشبو ہے .... ہر شئے جو ہر جائی ہو .... خوبصورت ہوتی ہے .... ہر جائی عورت .... ہر جائی مرد .... کچھ سمجھ میں نہیں آتا .... یہ خوبصورت چیزیں پہلے پیدا ہوئی تھیں .... یا خوبصورت خیال .... ہر خیال خوبصورت ہوتا ہے .... مگر مصیبت یہ ہے کہ ہر پھول خوبصورت نہیں ہوتا .... مثال کے طور پر یہ پھول .... اس نے اٹھ کر ایک پھول کی طرف دیکھا اور اپنی خود کلامی جاری رکھی۔

یہ اس ٹہنی پر اکڑوں بیٹھا ہے............ کتنا سفلہ دکھائی دیتا ہے۔ بہر حال، یہ جگہ خوب ہے .... ایک بہت بڑا دماغ معلوم ہوتی ہے .... روشنی بھی ہے .... سائے بھی ہیں .... ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت میں نہیں بلکہ یہ جگہ سوچ رہی ہے ....

یہ پُر فضا جگہ جو اتنی دیر میری نظروں سے اوجھل رہی۔ اس کے بعد نعیم فرط مسرت میں کوئی غزل گانا شروع کر دیتا ہے............ کہ اچانک موٹر کے ہارن کی کرخت آواز اس کے ساز دل کے سارے تار جھنجھوڑ دیتی ہے ....

وہ چونک کر اٹھتا ہے .... دیکھتا ہے کہ ایک موٹر پاس کی روش پر کھڑی ہے اور ایک لمبی لمبی مونچھوں والا آدمی اس کی طرف قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہا ہے............ اس مونچھوں والے آدمی نے گرج کر کہا:

''ابے! تم کون ہو............''

نعیم جو اپنے ہی نشے میں سرشار تھا، چونکا............

''یہ موٹر اس باغ میں کہاں سے آ گئی............''

مونچھوں والا جو اس باغ کا مالک تھا، بڑبڑایا:

''وضع قطع سے تو آدمی شریف معلوم ہوتا ہے مگر یہاں کیسے گھس آیا............ کس اطمینان سے لیٹا تھا جیسے اس کے باوا کا باغ ہے............'' پھر اس نے بلند آواز میں للکار کے نعیم سے کہا:

''اماں............ کچھ سنتے ہو............''

نعیم نے جواب دیا:

''حضور سن رہا ہوں............ تشریف لے آیئے............ یہاں بہت پُر فضا جگہ ہے............''

باغ کا مالک بھنّا گیا:

''تشریف کا بچہ............ اِدھر آؤ............''

نعیم لیٹ گیا............

''بھئی مجھ سے نہ آیا جائے گا، تم خود ہی چلے آؤ............ واللہ! بڑی دلفریب جگہ ہے۔ تمہاری سب کوفت دور ہو جائے گی............''

باغ کا مالک موٹر سے نکلا............ اور غصے میں بھرا ہوا نعیم کے پاس آیا:

''اٹھو یہاں سے............''

نعیم کے کانوں کو اس کی تیکھی آواز بہت ناگوار گزری............ ''اتنے

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

اونچے نہ بولو............ آؤ، میرے پاس لیٹ جاؤ............ بالکل خاموش جس طرح کہ میں لیٹا ہوا ہوں............ آنکھیں بند کر لو............ اپنا سارا جسم ڈھیلا چھوڑ دو............ دماغ کی ساری بتیاں گل کر دو............ پھر جب تم اس اندھیرے میں چلو گے تو ٹٹولتی ہوئی تمہاری انگلیاں غیر ارادی طور پر ایسے قمقمے روشن کریں گی جن کے وجود سے تم بالکل غافل تھے۔

آؤ، میرے ساتھ لیٹ جاؤ............''

باغ کے مالک نے ایک لحظہ سوچا............ نعیم سے کہا

''دیوانے معلوم ہوتے ہو............''

نعیم مسکرایا: ''نہیں............ تم نے کبھی دیوانے دیکھے ہی نہیں............ میری جگہ یہاں اگر کوئی دیوانہ ہوتا تو وہ ان بکھری ہوئی جھاڑیوں اور ٹہنیوں پر بچوں کے گالوں کے مانند لٹکے ہوئے پھولوں سے کبھی مطمئن نہ ہوتا............ دیوانگی اطمینان کا نام نہیں میرے دوست............ لیکن آؤ! دیوانگی کی باتیں کریں۔''

''بکواس بند کرو............ نکل جاؤ یہاں سے۔''

باغ کے مالک کو طیش آ گیا............ اس نے اپنے ڈرائیور کو بلایا اور کہا کہ نعیم کو دھکے مار کر باہر نکال دے۔

''ارے! تم کون ہو؟ بڑے بدتمیز معلوم ہوتے ہو۔''

جب نعیم باہر جا رہا تھا تو اس نے گیٹ پر ایک بورڈ دیکھا جس پر یہ لکھا تھا

''بغیر اجازت اندر آنا منع ہے............''

وہ مسکرایا۔

حیرت ہے کہ یہ میری نظروں سے اوجھل رہا............ نظر ہو تو بعض چیزیں نظر نہیں بھی آتیں............ آہ نظر کی یہ بے نظری............

یہاں سے نکل کر وہ ایک آرٹ کی نمائش میں چلا گیا تاکہ اپنا ذہنی تکدر دور کر سکے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی اس کو عورتوں اور مردوں کا جھرمٹ نظر آیا جو دیواروں پر لگی پینٹنگز دیکھ رہا تھا۔

ایک مرد کسی پارسی عورت سے کہہ رہا تھا:

''مسز فوجدار............ یہ پینٹنگ دیکھی آپ نے............''

مسز فوجدار نے تصویر کو ایک نظر دیکھنے کے بعد ایک عورت شیریں کی طرف بڑے غور سے دیکھا اور اس مرد سے جو غالباً اس کا ہونے والا شوہر تھا، کہا:

''تم نے دیکھا، شیریں کتنی سج بن کر آئی ہے!''

ایک نوجوان عورت ایک نوعمر لڑکی سے کہہ رہی تھی: ''ثریا! اِدھر آ کے تصویریں دیکھ............ تُو وہاں کھڑی کیا کر رہی ہے؟''

ثریا کو تصویروں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اصل میں اس کو ایک بوائے فرینڈ سے ملنا تھا۔

ایک ادھیڑ عمر کا مرد جسے پینٹنگ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، اپنے ادھیڑ عمر کے دوست سے کہہ رہا تھا:

''زکام کی وجہ سے نڈھال ہے، ورنہ ضرور آتی............ آپ جانتے ہی ہیں پینٹنگز سے اسے کتنی دلچسپی ہے۔ اب تو وہ بہت اچھی تصویریں بنا لیتی ہے۔ پرسوں اس نے پنسل کاغذ لے کر اپنے چھوٹے بھائی کی سائیکل کی تصویر اتاری

® SCANNED PDF By HAMEEDI
ONE URDU FORUM . COM

.... میں تو دنگ رہ گیا۔''

نعیم پاس کھڑا تھا............ اس نے ہلکے سے طنز کے ساتھ کہا:

''ہو بہو سائیکل معلوم ہوتی ہو گی!''

دونوں دوست بھونچکے سے ہو کر رہ گئے کہ یہ کون بدتمیز ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے نعیم سے پوچھا:

''آپ کون ہیں............''

نعیم بوکھلا گیا۔

''میں............ میں............''

''میں میں کیا کرتے ہو............ بتاؤ تم کون ہو!''

نعیم نے سنبھل کر کہا:

''آپ ذرا آرام سے پوچھئے............ میں آپ کو بتا سکتا ہوں............''

''تم یہاں آئے کیسے؟''

نعیم کا جواب بڑا مختصر تھا:

''جی پیدل............''

عورتوں اور مردوں نے، جو آس پاس کھڑے تصویریں دیکھنے کی بجائے خدا معلوم کن کن چیزوں پر تبصرہ کر رہے تھے، ہنسنا شروع کر دیا............ اتنے میں اس نمائش کا ناظم آیا۔ اس کو نعیم کی گستاخی کے متعلق بتایا گیا تو اس نے بڑے کڑے انداز میں اس سے پوچھا:

''تمہارے پاس کارڈ ہے؟''

نعیم نے بڑے بھولے پن جواب دیا:

''کارڈ............ کیسا کارڈ............ پوسٹ کارڈ؟''

''بغیراجازت تم اندر چلے آئے۔ جاؤ، بھاگ جاؤ یہاں سے!''

نعیم ایک تصویر کو دیر تک دیکھنا چاہتا تھا مگر اسے بادل نخواستہ وہاں سے نکلنا پڑا............ سیدھا اپنے گھر گیا۔ دروازے پر دستک دی۔ اس کا نوکر فضلو باہر نکلا۔ نعیم نے اس سے درخواست کی:

''کیا میں اندر آسکتا ہوں............''

فضلو بوکھلا گیا............ ''حضور............ حضور............ یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ اجازت کیسی'، نعیم نے اس سے کہا:

''نہیں فضلو............ یہ میرا گھر نہیں............ یہ گھر جو مجھے راحت بخشتا ہے، کیسے میرا ہوسکتا ہے............ مجھے اب ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔''

فضلو نے بڑے ادب سے پوچھا:

''کیا سرکار؟''

نعیم نے کہا:

''یہی کہ یہ میرا گھر نہیں............ البتہ اس کا گرد و غبار............ اس کی تمام غلاظتیں میری ہیں............ وہ تمام چیزیں جن سے مجھے کوفت ہوتی ہے، میری ہیں۔ لیکن وہ تمام چیزیں جن سے مجھے راحت پہنچتی ہے کسی اور کی............ خدا جانے کس کی............ میں اب ڈرتا ہوں............ کسی اچھی چیز کو اپنانے سے خوف لگتا ہے۔ یہ پانی میرا نہیں............ یہ ہوا میری نہیں............ یہ آسمان میرا نہیں............ وہ

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

لحاف جو میں سردیوں میں اوڑھتا ہوں، میرا نہیں............ اس لئے کہ میں اس سے راحت طلب کرتا تھا............

فضلو جاؤ............ تم بھی میرے نہیں............''

نعیم نے فضلو کو کوئی بات کرنے نہ دی۔

وہ چلا گیا۔

رات کے دس بج چکے تھے۔

ہیرا منڈی کے ایک کوٹھے سے ''پیا بن ناہیں آوت چین'' کے بول باہر اُڑ اُڑ کے آرہے تھے۔ نعیم اس کوٹھے پر چلا گیا۔

اندر مجرا سننے والے تین چار مردوں کی طرف دیکھا............ اور طوائف سے کہا:

''ان اصحاب کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا............''

طوائف مسکرائی:

''نہیں کیا اعتراض ہوسکتا ہے............ ادھر مسند پر بیٹھئے، گاؤ تکیہ لے لیجئے!''

نعیم بیٹھ گیا............ اس نے کمرے کا جائزہ لیا اور اس طوائف سے کہا:

''یہ کتنی اچھی جگہ ہے!''

طوائف سنجیدہ ہوگئی:

''آپ کیا میرا مذاق اڑانے آئے ہیں............ یہ اچھی جگہ ہے............ جسے تمام شرفا حد سے زیادہ گندی جگہ سمجھتے ہیں............''

نعیم نے اس سے کہا:

"یہ اچھی جگہ اس لئے ہے کہ یہاں "بغیر اجازت کے اندر آنا منع ہے" کا بورڈ آویزاں نہیں ہے............"

یہ سن کر طوائف اور اس کا مجرا سننے والے تماشبین ہنسنے لگے۔ نعیم نے ایسا محسوس کیا کہ دنیا ایک اس قسم کی طوائف ہے جس کا مجرا سننے کے لئے اس قسم کے پُغد آتے ہیں............

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

قدرت کا اصول

قدرت کا یہ اصول ہے کہ جس چیز کی مانگ نہ رہے، وہ خود بخود یا تو رفتہ رفتہ بالکل نابود ہو جاتی ہے یا بہت کم یاب............ اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے سوچیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہاں سے کتنی اجناس غائب ہو گئی ہیں............

اجناس کو چھوڑیئے، فیشن لے لیجئے............ کئی آئے اور کئی دفن ہوئے۔ معلوم نہیں کہاں۔ دنیا کا یہ چکر بہرصورت اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ ایک آتا ہے، ایک جاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ لڑکیاں انگیا کا استعمال بہت معیوب سمجھتی تھیں، مگر اب یہ بہت ضروری سمجھا جاتا ہے کہ سہارا ہے۔ امریکہ اور انگلستان سے طرح طرح کی انگیاں

آرہی ہیں............ کچھ ایسی ہیں کہ ان میں کوئی اسٹریپ نہیں ہوتا.......... ایک انگیا جو سب سے قیمتی ہے ''میڈن فوم'' کہلاتی ہے۔ اسے کوئی بڑھیا بھی پہن لے تو جوان دکھائی دیتی ہے۔

اس سے بھی زیادہ شدید انگیا نور جہاں فلم ایکٹریس نے ''چن وے'' میں پہنی تھی جس کی نمائش سے میرے جمالیاتی ذوق کو بہت صدمہ پہنچا تھا، مگر میں کیا کرتا........... ہر شخص کو اپنی پسند کی چیز کھانے اور پہننے کی آزادی ہے۔

تلون انسان کی فطرت ہے........... وہ کبھی ایک چیز پر قائم نہیں رہتا۔ اسی لئے اس کے گردوپیش کا ماحول بھی بدلتا رہتا ہے۔ اگر آج اسے مرغیاں مرغوب ہیں تو مارکیٹ میں لاکھوں مرغیاں ایک دم آجائیں گی..........

لیکن جب اس کا دل ان سے اُکتا جائے گا........... تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مرغیاں یا تو انڈے دینا بند کر دیں گی........... یا اسے سیئں گی نہیں...........

یہ بھی ممکن ہے کہ اگر لوگ پانی پینا بند کر دیں تو سارے کنوئیں خشک ہو جائیں........... دریا اپنے کو بیکار سمجھ کر اپنا رخ بدل لیں۔

میں آج سے پندرہ برس پہلے کی بات کر رہا ہوں........... آرگنڈی (جسے رفل کہا جاتا تھا) کی بنی بنائی قمیصوں کا رواج عورتوں میں عام تھا۔ لیکن دو تین برسوں کے بعد یہ قمیصیں ایسے غائب ہوئیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ...........

اتنے برس گزر چکے تھے مگر اب یہ کپڑا جو حیوانوں کی کھال کے مانند اکڑا ہوتا تھا........... کسی عورت کے بدن پر نظر نہیں آتا........... ظاہر ہے کہ اس کا

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

بنانا یا تو یکسر بند کر دیا گیا ہے........... یا بہت کم مقدار میں تیار کیا جاتا ہے۔

میں اب اصل موضوع کی طرف آتا ہوں........... زیادہ عرصہ نہیں گزرا........... ہم جنسیت کا بازار پنجاب میں ہر جگہ گرم تھا........... مردوں کی اکثریت اس غیر فطری فعل سے شغل فرماتی تھی........... اور ایسے لڑکے بہ افراط موجود تھے جن کی ادائیں دیکھ کر نوخیز لڑکیاں بھی شرمائیں........... ان کی چال ڈھال کچھ ایسی قیامت خیز ہوتی تھی کہ تعیش پسند مرد........... اپنی عورتوں کو بھول جاتے تھے۔

میں اسی زمانے کا ذکر کر رہا ہوں........... جب لڑکیوں کے بدلے ان کی مخالف جنس کا دور دورہ تھا........... میں اپنے مکان کی بیٹھک میں اپنے ایک ہندو دوست کے ساتھ تاش کھیل رہا تھا کہ باہر سے شور و غل کی آوازیں سنائی دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا ہے۔

امرتسر میں ہنگامے ہونا ان دنوں معمولی بات تھی........... میں نے سوچا کہ ہندو مسلم، فساد ہو گیا ہے لیکن اپنے اس اندیشے کا ذکر ہندو دوست سے نہ کیا جو میرا ہم جماعت تھا۔

ہم دونوں گلی سے باہر نکلے........... دیکھا کہ بازار میں سب دوکانیں بند ہیں بڑی حیرت ہوئی کہ ماجرا کیا ہے........... ہم گلی کے باہر کھڑے تھے کہ اتنے میں شہر کا ایک بہت بڑا غنڈا آیا........... اس کے ہاتھ میں ہاکی تھی........... خون سے لتھڑی ہوئی تھی........... اس نے مجھے سلام کیا........... اس لئے کہ وہ مجھے پہچانتا تھا کہ میں ایک ذی اثر آدمی کا بیٹا ہوں........... سلام کرنے کے بعد اس نے میرے دوست کی طرف دیکھا اور مجھ

سے مخاطب ہوا:

’’میاں صاحب .... بابو جی سے کہئے کہ یہاں کھڑے نہ رہیں .... آپ انہیں اپنے مکان میں لے جائیں............‘‘

بعد میں معلوم ہوا کہ جو خون خرابہ ہوا، اس کا باعث میرا دوست تھا۔ اس کے کئی طالب تھے .... دو پارٹیاں بن گئی تھیں .... جن میں اس کی وجہ سے لڑائی ہوئی جس میں کئی آدمی زخمی ہوئے .... شہر کا جو سب سے بڑا غنڈا تھا، چوتھے پانچویں روز اسے دوسری پارٹی نے اس قدر زخمی کر دیا کہ دس دن اسے ہسپتال میں رہنا پڑا جو اس کی غنڈا گردی کا سب سے بڑا ریکارڈ تھا۔

اہل لاہور اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ یہاں ایک لڑکا ٹینی سنگھ کے نام سے منسوب تھا............ جو گورنمنٹ کالج میں پڑھتا تھا۔ اس کے ایک پرستار نے اسے ایک بہت بڑی موٹر کار دے رکھی تھی۔ وہ اس میں بڑے ٹھاٹ سے آتا اور دوسرے لڑکے جو اسی کے زمرے میں آتے تھے .... بہت جلتے .... مگر لاہور میں اس وقت ٹینی سنگھ کا ہی طوطی بولتا تھا............ میں نے اس کو دیکھا............ واقعی خوبصورت تھا۔

اب یہ حال ہے کہ کوئی ٹینی سنگھ نظر نہیں آتا............ کالجوں میں چلے جایئے، وہاں آپ کو ایسا کوئی لڑکا نظر نہیں آئے گا جس میں نسوانیت کے خلاف کوئی چیلنج ہو، اس لئے کہ اب ان کی جگہ لڑکیوں نے لے لی ہے............ قدرت نے ان کی انتہا کر دی۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

خوشبودار تیل

’’آپ کا مزاج اب کیسا ہے؟‘‘

’’یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو............ اچھا بھلا ہوں............ مجھے کیا تکلیف تھی............‘‘

’’تکلیف تو آپ کو کبھی نہیں ہوئی............ ایک فقط میں ہوں جس کے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف یا عارضہ چمٹا رہتا ہے............‘‘

’’یہ تمہاری بد احتیاطیوں کی وجہ سے ہوتا ہے............ ورنہ آدمی کو کم از کم سال بھر میں دس مہینے تو تندرست رہنا چاہئے............‘‘

’’آپ تو بارہ مہینے تندرست رہتے ہیں! ابھی پچھلے دنوں دو مہینے ہسپتال میں رہے............ میرا خیال ہے اب پھر آپ کا وہیں جانے کا ارادہ ہو رہا ہے۔‘‘

''ہسپتال میں جانے کا ارادہ کون کرتا ہے؟''

''آپ ایسے آدمی .... اور کس کا دماغ پھرا ہے کہ وہ بیمار ہو کر وہاں پر جائے اور اپنے عزیزوں کی جان کا عذاب بن جائے............''

''تو گویا میں اپنے سب رشتہ داروں کی جان کا عذاب بنا بیٹھا ہوں .... میرا تو یہ نظریہ ہے کہ ہر رشتہ دار خود جان کا بہت بڑا عذاب ہوتا ہے۔''

''آپ کو تو رشتہ داروں کی کوئی پروا نہیں .... حالانکہ وہی ہمیشہ آپ کے آڑے وقت میں کام آتے رہتے ہیں............''

''کون سے آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں............''

''پچھلے برس جب آپ بیمار ہوئے .... تو کس نے آپ کے علاج پر روپیہ خرچ کیا تھا۔''

''مجھے معلوم نہیں .... میرا خیال ہے تمہیں نے کیا ہو گا ....''

''آپ کا حافظہ کمزور ہو گیا ہے............ یا آپ جان بوجھ کر اپنے رشتہ داروں کی مدد کو فراموش کر رہے ہیں............''

''میں اپنے کسی رشتہ دار کی امداد کا محتاج نہیں رہا اور نہ رہوں گا............ اچھا خاصا کما لیتا ہوں کھاتا ہوں............ پیتا ہوں............
جتنا کھا سکتا ہوں کھاتا ہوں ....، جتنی پی سکتا ہوں پیتا ہوں ....''

''آپ کو معلوم نہیں کہ پینا حرام ہے............''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''معلوم ہے............ آج کل تو جینا بھی حرام ہے............ مگر چچا غالب کہہ گئے ہیں............''

مئے سے غرض نشاط ہے کس رُوسیاہ کو
ایک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہئے !

''یہ چچا غالب کون تھے............ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں............ میں نے تو آج پہلی مرتبہ ان کا نام سنا ہے............''

''وہ سب کے چچا تھے............ بہت بڑے شاعر............''

''شاعروں پر خدا کی لعنت .... بیڑا غرق کرتے ہیں لوگوں کا ....''

''بیگم! یہ تم کیا کہہ رہی ہو............ انہی کے دم سے تو زندگی کی رونق قائم ہے............ یہ نہ ہوں تو چاروں طرف خشکی خشکی ہی نظر آئے............ یہ لوگ پھول ہوتے ہیں............ صاف و شفاف پانی کے دھارے ہوتے ہیں جو انسانوں کے ذہن کی آبیاری کرتے ہیں............ یہ نہ ہوں تو ہماری زندگی بے نمک ہو جائے۔''

''بے نمک ہو جائے............ کیسے بے نمک ہو جائے............ یہاں نمک کی کوئی کمی ہے .... جتنا چاہیے، لے لیجئے .... اور وہ بھی سستے داموں پر............ ان لوگوں کو جنہیں آپ شاعر کہتے ہیں............ میں تو چاہتی ہوں کہ ان کو کھیوڑے کی کسی کان میں زندہ دفن کر دیا جائے، تاکہ وہ بھی نمک بن جائیں اور آپ ان کو چاٹتے رہیں............''

”یہ آج تم نے کیسے پر پرزے نکال لئے..........“

”پر پرزوں کے متعلق میں کچھ نہیں جانتی.......... میں تو اتنا جانتی ہوں .... کہ جب آپ سے کوئی معاملے کی بات کرے تو آپ بھنّا جاتے ہیں .... معلوم نہیں کیوں.......... میں نے کبھی آپ کی ذات پر تو حملہ نہیں کیا.......... ہمیشہ سیدھی سادی بات کردی..........“

”تمہاری سیدھی باتیں ہمیشہ ٹیڑھی ہوتی ہیں .... میری سمجھ میں نہیں آتا تمہیں ہو کیا گیا ہے .... دو برس سے تم ہر وقت میرے سر پر سوار رہتی ہو۔“

”ان برسوں میں مجھے آپ نے کیا سکھ پہنچایا ہے..........“

”بھئی معاف کرو مجھے .... میں سونا چاہتا ہوں .... ساری رات ہی جاگتا رہا ہوں۔“

”کیا تکلیف تھی آپ کو؟ مجھے بھی تو کچھ اس کا علم ہو..........“

”تمہیں اگر اس کا علم بھی ہو جائے.......... تو اس کا مداوا کیا کرو گی ....“

”میں تو سخت نااہل ہوں .... کسی کام کی بھی نہیں .... بس ایک صرف آپ ہیں جو دنیا کی ساری حکمت جانتے ہیں ....“

”بھئی میں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا.......... لیکن عورت ذات ہمیشہ خود کو افضل سمجھتی ہے.......... حالانکہ وہ عام طور پر کم عقل ہوتی ہے۔“

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

”دیکھئے، آپ طعن تروز پر اتر آئے.......... یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔“

”میں معافی چاہتا ہوں.......... تم نے چونکہ مجھے اکسایا تو یہ لفظ میری زبان سے نکل گئے، ورنہ تم جانتی ہو کہ میں گفتگو کے معاملے میں بڑا محتاط رہتا ہوں۔“

”جی ہاں.......... رہتے ہوں گے.......... مجھ سے تو آپ نے ہمیشہ ہی نوکرانیوں کا سا سلوک کیا..........“

”یہ سراسر بہتان ہے.......... تم تو میری ملکہ ہو..........“

”آپ بادشاہ کیسے بن بیٹھے.......... آپ کی سلطنت کہاں ہے؟“

”میری سلطنت یہ میرا گھر ہے۔“

”اور آپ یہاں کے شہنشاہ ہیں..........“

”اس میں کیا شک ہے.......... تم نے طنزاً کہا ہے، لیکن حقیقت میں اس سلطنت کا حکمران میں ہی ہوں..........“

”حکمران تو میں ہوں.......... اس لئے کہ اس گھر کا سارا بندوبست مجھے ہی کرنا پڑتا ہے .... سب دیکھ بھال مجھے ہی کرنا پڑتی ہے ....“

”تم میری ملکہ ہو.......... اور ملکہ کو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہنا چاہئے.......... اپنی ملکیت کا دھیان رکھنا چاہئے.......... اس لئے تم بھی یہاں کی حکمران ہو، اس لئے کہ تم اس کا نظم برقرار رکھتی ہو.......... نوکروں کی دیکھ بھال وغیرہ، اچھے سے اچھا کھانا پکوانا.......... سارا دن پلنگ پر لیٹی آرام کرتی رہتی ہو..........“

''میں تو جو آرام کرتی ہوں، سو کرتی ہوں............ پر آپ مجھے یہ بتایئے............''

''کیا............''

''کچھ نہیں............ آپ اس گھر کے حکمران ہیں............ اب میں آپ سے کیا کہوں............''

''تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو، بلاخوف وخطر کہو............ تمہیں اندیشہ کس بات کا ہے............''

''کہیں جہاں پناہ بگڑ نہ جائیں............''

''مذاق برطرف رکھو .... یہ بتاؤ تم کہنا کیا چاہتی ہو............''

''کہنا تو میں بہت کچھ چاہتی ہوں............ مگر آپ میں ٹھنڈے دل سے سننے کا مادہ ہی کہاں ہے............''

''مادہ تو تم ہو............ میں نر ہوں............''

''اب آپ نے واہیات قسم کی گفتگو شروع کردی............''

''کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے ایسی باتیں بھی کرلینی چاہئیں............ اس لئے کہ طبیعت میں انقباض پیدا نہ ہو............''

''آپ کی طبیعت میں کئی دنوں سے انقباض ہے............ سیدھے منہ کوئی بات ہی نہیں کرتے۔''

''میں تو بھلا چنگا ہوں .... مجھے ایسی کوئی شکایت نہیں ہے .... ہوسکتا ہے کہ تمہارے نفس نے بہت اونچی پرواز کی ہو............

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

اگر ایسا ہی ہے تو کوئی مسہل تجویز کردو تاکہ تمہاری تشفی ہوجائے۔''

''میں آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتی............ صرف اتنا پوچھنا چاہتی ہوں۔''

''بھئی پوچھ لو جو کچھ پوچھنا ہے............ مجھے اب زیادہ تنگ نہ کرو۔''

''آپ تو ذرا سی بات پر تنگ آجاتے ہیں۔''

''یہ ذرا سی بات ہے کہ تم نے مجھ سے اتنی بکواس کرائی............ یہی وقت میں کہیں صرف کرتا تو کچھ فائدہ بھی ہوتا............''

''کیا فائدہ ہوتا............ بڑے لاکھوں کما لئے ہیں آپ نے، بغیر اس بکواس کے............''

''کمائے تو ہیں .... لیکن تم یہ بتاؤ کہ کہنا کیا چاہتی ہو............''

''میں کہنا چاہتی تھی کہ جب سے نئی نوکرانی آئی ہے، آپ کی طبیعت کیوں خراب رہنے لگی ہے۔''

''نئی نوکرانی کو کوئی بیماری ہے............''

''جی نہیں............ بیماری تو نہیں............ لیکن میں نے اسے آج رخصت کردیا ہے............''

''کیوں............ وہ تو بڑی اچھی تھی............''

''آپ کی نظروں میں ہوگی............ میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ بیس روپے ماہوار میں اتنے اچھے کپڑے کیسے پہن سکتی تھی............ بالوں میں خوشبودار تیل کہاں سے ڈالتی تھی۔''

''مجھے کیا معلوم............''

''آپ کو سب کچھ معلوم ہے............ آپ کے بالوں سے بھی اسی تیل کی خوشبو آتی ہے............ معلوم نہیں یہ تیل آپ نے کہاں چھپا رکھا ہے!''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

سنتر پنچ

میں لاہور کے ایک اسٹوڈیو میں ملازم ہوا............ جس کا مالک میرا بمبئی کا دوست تھا............ اس نے میرا استقبال کیا............ میں اس کی گاڑی میں اسٹوڈیو پہنچا تھا۔ بغل گیر ہونے کے بعد اس نے اپنی شرافت بھری مونچھوں کو جو غالباً کئی دنوں سے ناتراشیدہ تھیں............ تھرکا کر کہا:

''کیوں خواجہ! چھوڑ دی............''

میں نے جواب دیا،

''چھوڑنی پڑی............''

اسٹوڈیو کا مالک جو اچھا فلم ڈائریکٹر بھی ہے (میں اسے سہولت کی خاطر گیلانی کہوں گا) مجھے اپنے خاص کمرے میں لے گیا............ اِدھر اُدھر کی

بے شمار باتیں کرنے کے بعد اس نے چائے منگوائی جو نہایت ذلیل تھی .... زبردستی پلائی .... کئی سگریٹ اس دوران خود پھونکے اور مجھ سے پھنکوائے۔

مجھے ایک ضروری کام سے جانا تھا .... چنانچہ میں نے اس سے کہا ....

''یار چھوڑو اب چائے کی بکواس کو .... مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے آج اتنے برسوں کے بعد کیسے یاد کرلیا۔''

''بس ایک دن اچانک یاد آ گئے .... بلا لیا .... بتاؤ اب صحت کیسی ہے ....''

''تمہاری دعا سے ٹھیک ہے ....'' میرے لہجے میں دوستانہ طنز تھا۔ وہ ہنسا ....

''واہ، میرے مولوی صاحب .... میرا خیال ہے کہ جب سے تم خشک خشک ہوئے ہو .... تمہاری ہر وقت شگفتہ رہنے والی طبیعت ٹھہرے پانی کی طرح ٹھہر گئی ہے ....''

''ہوگا ایسا ہی ....''

''ہوگا کیا .... ہے ہی ایسا معاملہ .... لیکن خدا نہ کرے، ایسی ذہانت جس کے سب معترف ہیں .... اس کا بھی یہی حشر ہو .... کیا تم اب بھی فلمی کہانی کا ڈھانچہ تیار کر سکتے ہو .... فرسٹ کلاس کہانی ....''

میں نے اس سے کہا:

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''فرسٹ، سیکنڈ، انٹر اور تھرڈ میں نہیں جانتا .... البتہ کہانی ضرور ہو گی .... تم سوچتے ہو فرسٹ کی کہانی وہ اسکرین پر آتے ہی تھرڈ نہ بن جائے .... یا تھرڈ جس کو تم نے ڈبوں میں بند کر کے گودام میں رکھ چھوڑا تھا .... وہ گولڈن جوبلی فلم ثابت ہو .... کیا درست نہیں .... خیر ان باتوں کو چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ چاہتے کیا ہو۔''

اس نے مجھے ایک سگریٹ سلگا کر دیا اور سنجیدگی سے کہا:

''دیکھو منٹو .... میں ایک کہانی چاہتا ہوں .... بڑا دلچسپ رومان ہو اور تم مجھے اس کا مفصل اسکیچ ایک ہفتے کے اندر اندر دے دو .... کیونکہ میں فلم ڈسٹری بیوٹر سے کنٹریکٹ کر چکا ہوں۔ تم بتاؤ کتنی دیر میں لکھ لو گے ....

''فراغت سے ایک مہینے کے بعد ....''

سردیوں کا موسم تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ ایک دوسرے کے ساتھ بڑے زور کے ساتھ ملے .... اس کے اس عمل سے دو چیزیں ظاہر ہوتی تھیں۔ اول یہ کہ اس کے ہاتھ گرم ہو گئے ہیں .... دوم یہ کہ اس کے سر کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے کہ اس کو کہانی وقت پر مل جائے گی اور وہ جو کہ میری طرح تیزی سے کام کرنے والا ہے، اسے وقت مقرر کے اندر اندر ڈائریکٹ کر کے اس کے پرنٹ ڈسٹری بیوٹر کے حوالے کر دے گا اور کنٹریکٹ کی رو سے جو بقایا رقم اس کے نام نکلتی تھی، اسی وقت میز پر دھروا لے گا۔

اس نے چند لمحات غور کیا۔

''کل ہی کام شروع کر دے گا ....''

میں نے جواب دیا:

''کام تو میں شروع کر دوں .... لیکن یہاں میرے لئے کوئی علیحدہ کمرہ ہونا چاہئے۔''

''ہو جائے گا............''

''اور ایک اسسٹنٹ............''

''مل جائے گا............ تو کل سے آنا شروع کر دو گے............''

میں نے اس سے کہا:

''دیکھو گیلانی .... میرے گھر سے اور تمہارے اسٹوڈیو تک کا فاصلہ کافی ہے .... تانگے میں آؤں تو قریب قریب ڈیڑھ گھنٹہ ....بس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا............''

اس نے پوچھا

''کیوں............''

''یعنی اس کا انتظار کرنا پڑتا ہے .... بس اسٹینڈ پر کھڑے رہو .... خدا خدا کر کے پانچ نمبر کی بس آگئی............ مسافروں سے بھری ہوئی اور وہ بغیر ٹھہرے چل دی اور تم خود کو دنیا کا کم ترین انسان محسوس کرتے ہو ....جی میں آتا ہے کہ خودکشی کر لو............ یا پھر دنیا والوں کی بے رخی سے نجات حاصل کرنے کے لئے سنیاس دھار لو............''

گیلانی نے اپنی شرارت بھری مونچھیں تھرکائیں۔

''میں شرط بدنے کے لئے تیار ہوں کہ تم کبھی دنیا تیاگ نہیں سکتے۔ جس دنیا میں ہر قسم کی شراب ملتی ہے............ اور خوبصورت عورتیں بھی............''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

میں نے چڑ کر کہا:

''عورتیں جائیں جہنم میں............ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں بمبئی کے ہر اسٹوڈیو میں، جہاں میں نے کام کیا، ان سے دور ہی رہا۔''

''تم تو خیر اپنے وقت کے ڈون جوآن (Donjyan) ہو۔ مذاق اڑاتے ہو تم خواجہ میرا۔''

میں نے سنجیدگی کے ساتھ اس سے کہا:

''نہیں گیلانی

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا............

یا یوں کہہ لو

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

گیلانی مسکرایا............

''خدائے بخشندہ تو بڑے عرصے سے تمہیں مرحوم و مغفور کر چکا ہے .... تم بخشی ہوئی روح ہو۔''

میں نے کہا:

''اس سے کیا ہوتا ہے .... میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتنا چاہتا ہوں .... ''فلسفہ مت بگھارو یار .... یہ بتاؤ کیا ابھی تک تمہارے پاس وہ اردو ٹائپ رائٹر موجود ہے۔''

''اچھا تو یہ بتاؤ کہ وہ ایکٹریس جس سے تم نے کلکتہ میں شادی کی تھی، ابھی

تک تمہارے پاس موجود ہے..........''

گیلانی نے فخریہ انداز میں جواب دیا:

''موجود کیوں نہیں ہوگی.......... گویا تمہاری نظر میں ایکٹریس اور ٹائپ رائٹر میں کوئی فرق نہیں..........''

میں نے اس سے کہا:

''کیا فرق ہے .... ایک فلم پر ٹائپ کرتی ہے دوسری کاغذ پر........... دونوں کسی وقت بھی بگڑ سکتی ہیں...........''

گیلانی میری ان باتوں سے تنگ آ گیا تھا........... آخر میں نے اس کو دلاسہ دیا...........

''یار، یہ سب مذاق تھا........... تو میں کل آ جاؤں .... میرا مطلب ہے تم گاڑی بھیج دو گے؟''

گیلانی صوفے پر سے اٹھا .... اس کے ساتھ میں بھی........... اس نے کہا:

''ہاں........... ہاں بھئی .... کب چاہئے تمہیں گاڑی...........''

''کوئی وقت بھی مقرر کرلو........... ساڑھے نو بجے صبح...........''

''ٹھیک ہے...........''

''تم کاغذ وغیرہ آج ہی منگوالینا........... تا کہ میں اسٹوڈیو پہنچتے ہی کام شروع کر دوں .... اور تم سے الٹا نہ سنوں کہ دیکھو تم نے مجھے لیٹ

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

ڈاؤن دیا۔ میرا اتنے ہزار روپے کا نقصان ہوگیا ہے۔''

گیلانی نے بڑے پیار سے کہا:

''کیا بکتے ہو یار .... میں تمہاری طبیعت سے کیا واقف نہیں .... کبھی کبھی تم ڈبکی لگا جایا کرتے ہو...........''

میں نے اس کو یقین دلایا:

''نہیں ایسا نہیں ہوگا .... تم مطمئن رہو ....ہاں میرا ٹائپ رائٹر یہاں محفوظ تو رہے گا؟''

گیلانی کی عادت ہے کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر چڑ جاتا ہے۔

''محفوظ نہیں رہے گا تو کیا غنڈے اغوا کرنے آ جائیں گے۔ اپنے کسی عاشق کے ساتھ تمہاری مشین بھاگ نکلے گی...........''

میں بہت ہنسا۔

ہنستے ہنساتے ہم دونوں نے اسٹوڈیو کا چکر لگایا........... اس کے بعد اس نے مجھے الوداع کہی اور میں اسی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا...........

جہاں پہنچتے ہی میں نے ٹائپ رائٹر کی جھاڑ پونچھ کی .... اس لئے کہ ایک مدت سے میں نے اسے استعمال نہیں کیا تھا کیونکہ فلمی کہانی لکھنے کا اس دوران میں کوئی موقع ہی میسر نہ آیا۔

بگڑا ہوا مکینک یا مستری آرٹسٹ بن جاتا ہے۔ یہ میرا اپنا ذاتی اختراع کردہ محاورہ ہے...........

گیلانی شروع شروع میں مکینک تھا........... بگڑ کر وہ آرٹسٹ بن گیا، پر وہ محنتی تھا...........

جب وہ مستری تھا تو اسے زیادہ سہولتیں میسر نہیں تھیں لیکن جب کیمرہ قلی سے ترقی کرتا کرتا کیمرہ مین بن گیا تو اس نے کیمرے کے ہر پیچ کے متعلق اپنی خداداد ذہانت اور جستجو طلب طبیعت کی بدولت یہ دریافت کر لیا کہ ان کا لوہے کے اس چوکھٹے میں اپنی اپنی جگہ کیا مصرف ہے۔

کیمرے کو وہ الٹا کرتا............ کبھی سیدھا............ کبھی اس کا گیٹ کھول کر بیٹھ جاتا اور گھنٹوں اس سے اپنے مختلف سائز کے پیچ پرزوں کے ذریعے بوس و کنار میں مشغول رہتا۔

فرصت کے اوقات .... یعنی جب شوٹنگ نہیں ہوتی تھی .... وہ اپنی سائیکل پر شہر پہنچتا اور سارا دن کباڑیوں کی دکانوں پر صرف کرتا .... اس کو دنیا کے تمام کباڑیوں سے محبت ہے اور ان کے کباڑ خانوں کو وہ بڑی مقدس جگہیں تصور کرتا تھا............

وہ ان دکانوں میں بیٹھ کر منصوبہ تیار کرتا رہتا کہ سلائی مشین کا ہینڈل جو بیکار پڑا ہے، اگر لوہے کے فلاں ٹکڑے کے ساتھ ویلڈ کر دیا جائے اور اس کے فلاں کے اندر چھوٹے پنکھے جو نکڑ والی دکان میں موجود ہیں، لگا دیئے جائیں تو فرسٹ کلاس دھونکنی بن سکتا ہے۔

خدا معلوم وہ کیا کیا سوچتا تھا............ ان دنوں در اصل ذہنی ورزش کر رہا تھا............ یہ وہ تیاری تھی جو وہ اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔

اس نے ایڈیٹنگ بھی اسی طرح سیکھی............ آس پاس کی ہر ننھی سے ننھی شے کا مطالعہ کیا اور آخر ایک دن اس نے اسٹوڈیو کی ایک فلم کی ایسی عمدہ

® SCANNED PDF By HAMEEDI
ONE URDU FORUM . COM

ایڈیٹنگ کی کہ لوگ دنگ رہ گئے۔

سیٹھ نے سوچا............ کہ اچھے کیمرہ مین تو مل جائیں گے مگر ایسا باکمال ایڈیٹر جو سیلولائیڈ کے چھوٹے بڑے فیتے کے ٹکڑوں کو اس چابک دستی سے جوڑتا ہے کہ پھر اس میں مزید کتر بیونت ہو ہی نہیں سکتی............ چنانچہ ایڈیٹنگ ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ بنا دیا۔ تنخواہ اس کی وہی رہی جو بحیثیت کیمرہ مین تھی۔ وہ اپنا کام بڑی محنت اور تندہی سے کرتا رہا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ لیبارٹری سے بھی دلچسپی لیتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے اس کے کل پرزوں میں چند اصلاحات اور ترکیبیں پیش کیں جو بڑی ردوکد کے بعد قبول کر لی گئیں............ نتیجہ دیکھا گیا تو بڑا حوصلہ افزا تھا۔

سیٹھ نے ایک دن سوچا۔

"کیوں نہ گیلانی کو ایک فلم ڈائریکٹ کرنے کا موقع دیا جائے۔"

جب اس سے پوچھا:

"تم کوئی فلم ڈائریکٹ کر لو گے............"

تو اس نے بڑی خود اعتمادی سے جواب دیا:

"ہاں سیٹھ............ پر اس میں کوئی دخل نہ دے!"

کہانی آدھی گیلانی نے خود بنائی............ آدھی اِدھر اُدھر کے منشیوں سے لکھوائی اور اللہ کا نام لے کر شوٹنگ شروع کر دی............ یہ فلم ختم ہوا اور نمائش کے لئے مقامی سینما ہاؤس میں پیش کیا گیا تو اس نے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔

اس کے بعداس نے لاہور میں دوفلم بنائے .... یہ بھی سلور جوبلی ہٹ ثابت ہوئے .... ایک کلکتہ جا کر پھر بنایا .... وہ بھی کامیاب تھا۔ یہاں وہ بمبئی پہنچا .... کیونکہ وہاں کے فلمسازوں نے بڑی تگڑی تگڑی آفریں بھیجی تھیں .... چنانچہ ایک جگہ اس نے آفر قبول کر کے کنٹریکٹ پر دستخط کر دیئے اور کہانی ''چن وے'' کا منظر نامہ خود لکھا .... فلم بن گیا .... اور اتنا بڑا باکس آفس ثابت نہ ہوا ....

شایداس لئے کہ بٹوارے کے باعث دوسرے شہروں کے مانند بمبئی میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے۔ جس طرح دوسرے مسلمان ہجرت کر رہے تھے، اس طرح گیلانی بھی بمبئی چھوڑ کر کراچی چلا گیا .... یہاں سے وہ لاہور پہنچا اور ایک اسٹوڈیو کی داغ بیل رکھی .... ساؤنڈ ریکارڈسٹ سے لے کر کیلیں ٹھوکنے والے تک کو اس کی ذاتی نگرانی میں کام کرنا پڑتا تھا۔ قصہ مختصر کہ اسٹوڈیو تیار ہو گیا۔

لاہور کے مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔

جب یہ اسٹوڈیو بنا تو ان کی جان میں جان آئی .... چنانچہ یہاں شوٹنگ شروع ہو گئی .... اس کے بعد یہ چل نکلا .... گیلانی اس دوران میں اسٹیج اور اِدھر اُدھر کے متعلقہ سامان کو درست اور مرمت کرانے میں مشغول رہا۔ اس کا دست راست لاہور ہی کا ایک نوجوان سراجدین تھا .... جو قریب قریب آٹھ برس سے اس کے ساتھ تھا .... اُس نے کہا کہ ٹائپ رائٹر کی دال لے کر کھالو۔

اس کے بعد گیلانی نے خود میرے ٹائپ رائٹر کا معائنہ کیا اور فیصلہ صادر کر دیا کہ مشین میں کوئی نقص نہیں ....

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

مگر سراج اپنے تجربے کے بل بوتے پر مُصر تھا ....

''نہیں حضور .... یہ اب مرمت طلب ہو چکی ہے .... بڑے اور چھوٹے رولر سب نئے لگوانے پڑیں گے .... اوور ہالنگ ہو گی .... اس کا کتا بھی ناقص ہو چکا ہے، وہ بھی پڑے گا ....''

''تمہاری ٹانگوں پر ....''

''آپ میرا مذاق نہ اڑائیے .... اچھا .... خیر آپ ہی صحیح کہتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ اپنے گنجے سر پر ٹوپی درست کرتا ہوا چلا گیا۔

گیلانی نے اپنا خاص ٹول بکس منگوایا اور مشین کے سب پرزے الگ الگ کر کے رکھ دیئے۔ کوئی پرزہ پتھر پر گھسایا .... کوئی ریگمال پر .... کسی کے سریش لگائی .... کسی کو تیل اور ان کو دوبارہ فٹ کر کے فتح مندانہ انداز میں میری طرف دیکھا اور کہا:

''کیوں صاحب! ٹھیک ہو گئی یا نہیں ....''

میں نے ایسے ہی کہہ دیا۔

''ہاں، اب ٹھیک ہے۔''

گیلانی نے اپنے پاس کھڑے اسسٹنٹ کو بلایا:

''جاؤ، اس اُلو کے پٹھے ایکسپرٹ، سراج کو بلا کر لاؤ۔''

چند منٹ میں سراج حاضر ہو گیا ....

اس نے مشین چلائی تو دس پندرہ بار ٹپ ٹپ کرنے کے بعد ہی خاموش ہو گئی۔

سراج نے گیلانی سے کچھ نہ کہا۔

تھوڑے وقفے کے بعد گیلانی بڑے تحکمانہ لہجے میں اس سے مخاطب ہوا

''اچھا تم اسے بناؤ............ دیکھیں تم کیا تیر مارتے ہو۔''

مجھے اپنی پندرہ سالہ عزیز مشین کی اس درگت پر ترس آرہا تھا............

مگر اب کیا ہوسکتا تھا............ جب اس کے انجر پنجر ڈھیلے ہوئے میری آنکھوں کے سامنے پڑے تھے۔

دوسرے دن سراج نے اپنا ٹول بکس ریکارڈنگ میں سے منگوایا اور میری مشین پر اپنی ماہرانہ سرجری شروع کردی۔

ضروری پرزے نکال کر اس نے علیحدہ رکھ لئے اور باقی حصے پٹرول میں ڈال دیئے۔

اب ان کی چتا جلانے کے لئے صرف ماچس کی ایک تیلی ہی کافی تھی۔

میں خاموش رہا............

یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔

کتے کے جبڑوں کو ایک پلاس کے ساتھ زور سے پکڑا اور میری طرف کرتے ہوئے بولا:

''لو، دیکھ لو............ میں نہ کہتا تھا............ کتا کام نہیں کر رہا............ اس کا تو سنتر پنچ ہی خراب ہے............''

''سنتر پنچ............''

''ہاں............''

اور سراج ایک بار پھر اس کا سنتر پنچ ٹھیک کرنے لگا۔

® SCANNED PDF By HAMEEDI
ONE URDU FORUM . COM

جسم اور روح

مجیب نے اچانک مجھ سے سوال کیا: ''کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟''

گفتگو کا موضوع یہ تھا کہ دنیا میں ایسے کئی اشخاص موجود ہیں جو ایک منٹ کے اندر اندر لاکھوں اور کروڑوں کو ضرب دے سکتے ہیں۔ آنے پائی کا حساب چشم زدن میں آپ کو بتا سکتے ہیں۔

اس کی گفتگو کے دوران میں مغنی یہ کہہ رہا تھا: ''انگلستان میں ایک آدمی ہے جو ایک نظر دیکھ کر فوراً بتا دیتا ہے کہ اس قطعۂ زمین کا طول و عرض کیا ہے............ رقبہ کتنا ہے............ اس نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ وہ اپنی اس خداداد صلاحیت سے تنگ آ گیا ہے۔ وہ جب بھی کہیں باہر کھلے کھیتوں میں نکلتا ہے تو ان کی ہریالی اور ان کا حسن اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اس

قطعۂ زمین کی پیمائش اپنی آنکھوں کے ذریعے شروع کر دیتا ہے، ایک منٹ کے اندر اندر وہ اندازہ کر لیتا ہے کہ زمین کا یہ ٹکڑا کتنا رقبہ رکھتا ہے، اس کی لمبائی کتنی ہے، چوڑائی کتنی ہے پھر اسے مجبوراً اپنے اندازے کا امتحان لینا پڑتا ہے، فیتہ سٹیپ کے ذریعے سے اس خطۂ زمین کو ماپتا اور وہ اس کے اندازے کے عین مطابق نکلتا۔ اگر اس کا اندازہ غلط ہوتا تو اسے بہت تسکین ہوتی۔ بعض اوقات فاتح اپنی شکست سے بھی ایسی لذت محسوس کرتا ہے جو اسے فتح سے نہیں ملتی، اصل میں شکست دوسری شاندار فتح کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔''

میں نے مغنی سے کہا: ''تم درست کہتے ہو............ دنیا میں ہر قسم کے عجائبات موجود ہیں............''

میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ مجیب نے جو اس گفتگو کے دوران کافی پی رہا تھا، اچانک مجھ سے سوال کیا:

''کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟''

میں سوچنے لگا مجیب کس آدمی کے متعلق مجھ سے پوچھ رہا ہے، حامد .... نہیں، وہ آدمی نہیں میرا دوست ہے۔
عباس، اس کے متعلق کچھ کہنے سننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو سکتی تھی۔
شبیر، اس میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ آخر یہ کس آدمی کا حوالہ دیا گیا تھا۔

میں نے مجیب سے کہا: ''تم کس آدمی کا حوالہ دے رہے ہو؟''

مجیب مسکرایا: ''تمہارا حافظہ بہت کمزور ہے۔''

''بھئی۔ میرا حافظہ بچپن سے ہی کمزور رہا ہے۔ تم پہیلیوں میں باتیں نہ کرو .... بتاؤ وہ کون آدمی ہے جس سے تم میرا تعارف کرانا چاہتے ہو۔''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

مجیب کی مسکراہٹ میں اب ایک طرح کا اسرار تھا: ''بوجھ لو!''

''میں کیا بوجھوں گا جب کہ وہ آدمی تمہارے پیٹ میں ہے۔''

عارف، اصغر اور مسعود بے اختیار ہنس پڑے، عارف نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: ''وہ آدمی اگر مجیب کے پیٹ میں ہے تو آپ کو اس کی پیدائش کا انتظار کرنا پڑے گا۔''

میں نے مجیب کی طرف دیکھا اور عارف سے مخاطب ہوا: ''میں اپنی ساری عمر اس مہدی کی ولادت کا انتظار نہیں کر سکتا ہوں۔''

مسعود نے اپنے سگریٹ کو ایش ٹرے کے قبرستان میں دفن کرتے ہوئے کہا: ''دیکھیے صاحبان! ہمیں اپنے دوست مسٹر مجیب کی بات کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔''
یہ کہہ کر وہ مجیب سے مخاطب ہوا: ''مجیب صاحب فرمائیے آپ کو کیا کہنا ہے .... ہم سب بڑے غور سے سنیں گے۔''

مجیب تھوڑی دیر خاموش رہا۔ اس کے بعد اپنا بجھا ہوا چرٹ سلگا کر بولا: ''معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے اس آدمی کے متعلق آپ سے پوچھا جس کو آپ جانتے نہیں۔''

میں نے کہا: ''مجیب تم کیسی بات کرتے ہو۔ بہر حال، تم اس آدمی کو جانتے ہو............''

مجیب نے بڑے وثوق کے ساتھ کہا: ''بہت اچھی طرح............ جب ہم برما میں تھے تو دن رات اکٹھے رہتے تھے۔ عجیب و غریب آدمی تھا۔''

مسعود نے پوچھا ''کس لحاظ سے؟''

مجیب نے جواب دیا: ''ہر لحاظ سے............ اس جیسا آدمی آپ نے

زندگی میں کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔''

میں نے کہا،''بھئی مجیب اب بتا بھی دو کون حضرت تھے۔''

''بس حضرت ہی تھے۔''

عارف مسکرایا ''چلو قصہ ختم ہوا..........وہ حضرت تھے اور بس ....''

مجیب یہ جاننے کے لیے بے تاب تھا کہ وہ کون حضرت تھے۔''بھئی مجیب، تمہاری ہر بات نرالی ہوتی ہے۔تم بتاتے کیوں نہیں ہو کہ وہ آدمی کون تھا جس کا ذکر تم نے اچانک چھیڑ دیا!''

مجیب طبعاً خاموشی پسند تھا۔اس کے دوست احباب ہمیشہ اس کی طبیعت سے نالاں رہتے.......... لیکن اس کی باتیں نپی تلی ہوتی تھیں۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا:''معذرت خواہ ہوں کہ میں نے خواہ مخواہ آپ کو اس مخمصے میں گرفتار کر دیا..........بات دراصل یہ ہے کہ جب یہ گفتگو شروع ہوئی تو میں کھو گیا۔ مجھے وہ زمانہ یاد آ گیا جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔''

میں نے پوچھا:''وہ ایسا زمانہ کونسا ہے؟''

مجیب نے اب ایک لمبی کہانی بیان کرنا شروع کر دی:''اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس زمانے سے میری زندگی کے کسی رومان کا تعلق ہے تو میں آپ سے کہوں گا کہ آپ کم فہم ہیں۔''

میں نے مجیب سے کہا:''ہم تو آپ کے فیصلے کے منتظر ہیں۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کم فہم ہیں تو ٹھیک ہے۔لیکن وہ آدمی۔''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

مجیب مسکرایا:''وہ آدمی آدمی تھا.......... لیکن اس میں خدا نے بہت سی قوتیں بخشی تھیں۔''

مسعود نے پوچھا:''مثال کے طور پر..........''

''مثال کے طور پر یہ کہ وہ ایک نظر دیکھنے کے بعد بتا سکتا تھا کہ آپ نے کس رنگ کا سوٹ پہنا تھا۔ٹائی کیسی تھی۔آپ کی ناک ٹیڑھی تھی یا سیدھی..........آپ کے کس گال پر کس جگہ پر تل تھا۔آپ کے ناخن کیسے ہیں۔آپ کی داہنی آنکھ کے نیچے زخم کا نشان ہے۔آپ کی بھنویں مُنڈھی ہوئی ہیں۔موزے فلاں ساخت کے پہنے ہوئے تھے۔قمیص پوپلین کی تھی مگر گھر میں دھلی ہوئی۔''

یہ سن کر میں نے واقعتہً محسوس کیا کہ جس شخص کا ذکر مجیب کر رہا ہے، عجیب و غریب ہستی کا مالک ہے، چنانچہ میں نے اس سے کہا:''بڑا معرکہ خیز آدمی تھا۔''

''جی ہاں، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ اس کو اس بات کا زعم تھا کہ وہ کوئی منظر، کوئی مرد، کوئی عورت صرف ایک نظر دیکھ لے تو وہ اسے من وعن اپنے الفاظ میں بیان کر سکتا ہے۔جو کبھی غلط نہیں ہوں گے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا اندازہ ہمیشہ درست ثابت ہوتا تھا۔''

میں نے پوچھا''کیا یہ واقع درست ہے؟''

''سو فیصد..........''ایک مرتبہ میں نے اسے بازار میں پوچھا یہ لڑکی جو ابھی ابھی ہمارے پاس سے گزری ہے، کیا تم اس کے متعلق بھی تفصیلات بیان کر سکتے ہو؟''

میں اس لڑکی سے ایک گھنٹہ پہلے مل چکا تھا، وہ ہمارے ہمسائے مسٹر لوجوائے کی بیٹی تھی اور میری بیوی سے سلائی مشین مستعار لینے آئی تھی، میں نے اسے غور سے

دیکھا اس لیے بغرض امتحان میں نے مجیب سے یہ سوال کیا تھا۔

مجیب مسکرایا: ''تم میرا امتحان لینا چاہتے ہو؟''

''نہیں .... نہیں .... یہ بات نہیں .... میں .... میں۔''

''نہیں تم میرا امتحان لینا چاہتے ہو۔ خیر، سنو! وہ لڑکی جو ابھی ابھی ہمارے پاس سے گزری ہے اور جسے میں اچھی طرح نہیں دیکھ سکا، مگر لباس کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے، اس لیے کہ ہر وہ شخص جس کی آنکھیں سلامت ہوں اور ہوش وحواس درست ہوں کہہ سکتا ہے کہ وہ کس قسم کا تھا۔ ویسے ایک چیز جو مجھے اس میں خاص طور پر دکھائی دی وہ اس کے داہنے ہاتھ کی چھنگلیا تھیں۔ اس میں کسی قدر خم ہے۔ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن مضروب تھا۔ اس کے لپ اسٹک لگے ہوئے ہونٹوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آرائش کے فن سے محض کوری ہے۔''

مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اس نے ایک معمولی سی نظر میں یہ سب چیزیں کیسے بھانپ لیں .... میں ابھی اس حیرت میں غرق تھا کہ مجیب نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا ''اس میں جو خاص چیز مجھے نظر آئی وہ اس کے داہنے گال کا داغ تھا .... غالباً لاہورسول پھوڑے کا ہے۔''

مجیب کا کہنا درست تھا .... میں نے اس سے پوچھا ''یہ سب باتیں جو تم اتنے وثوق سے کہتے ہو تمہیں کیونکر معلوم ہو جاتی ہیں؟''

مجیب مسکرایا: ''میں اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں ہر آدمی کو صاحب نظر ہونا چاہیے۔ صاحب نظر سے میری مراد ہر اس شخص سے ہے جو ایک ہی نظر میں دوسرے آدمی کے تمام خدوخال دیکھ لے۔''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

میں نے اس سے پوچھا:

''خدوخال دیکھنے سے کیا ہوتا ہے؟''

''بہت کچھ ہوتا ہے .... خدوخال ہی تو انسان کا صحیح کردار بیان کرتے ہیں۔''

''کرتے ہوں گے، میں تمہارے اس نظریے سے متفق نہیں ہوں۔''

''نہ ہو .... مگر میرا نظریہ اپنی جگہ قائم رہے گا۔''

''رہے .... مجھے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے، بہر حال، میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انسان غلطی کا پتلا ہے .... ہو سکتا ہے تم غلطی پر ہو۔''

''یار، غلطیاں درستیوں سے زیادہ دلچسپ ہوتی ہیں۔''

''یہ تمہارا عجیب فلسفہ ہے۔''

''فلسفہ گائے کا گوبر ہے۔''

''اور گوبر؟''

مجیب مسکرایا: ''وہ .... وہ .... اُپلا کہہ لیجیے، جو ایندھن کے کام آتا ہے۔''

ہمیں معلوم ہوا کہ مجیب ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہے۔ پہلی ہی نگاہ میں اس نے اس کے جسم کے ہر خدوخال کا جائزہ لے لیا تھا، وہ لڑکی بہت متاثر ہوئی جب اسے معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں جو صرف ایک نظر میں سب چیزیں دیکھ جاتے ہیں تو وہ مجیب سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو گئی۔

ان کی شادی ہو گئی .... دلہن نے کیسے کپڑے پہنے تھے، اس کی دائیں کلائی میں کس ڈیزائن کی دست پچھی تھی .... اس میں کتنے نگینے تھے

....

یہ سب تفصیلات اس نے ہمیں بتائیں۔

ان کی تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں میں طلاق ہوگئی۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

اب اور کہنے کی ضرورت نہیں

یہ دنیا بھی عجیب وغریب ہے .... خاص کر آج کا زمانہ .... قانون کو جس طرح فریب دیا جاتا ہے، اس کے متعلق شاید آپ کو زیادہ علم نہ ہو۔ آج کل قانون ایک بے معنی چیز بن کر رہ گیا ہے۔ اِدھر کوئی نیا قانون بنتا ہے، اُدھر یار لوگ اس کا توڑ سوچ لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے بچاؤ کی صورتیں پیدا کر لیتے ہیں۔

کسی اخبار پر آفت آنی ہو تو آیا کرے، اس کا مالک مامون و محفوظ رہے گا، اس لیے کہ پرنٹ لائن میں کسی قصائی یا دھوبی کا نام بحیثیت پرنٹر، پبلشر اور ایڈیٹر کے درج ہوگا۔ اگر اخبار میں کوئی ایسی تحریر چھپ گئی جس پر گورنمنٹ کو اعتراض ہو تو اصل مالک کے بجائے وہ دھوبی یا قصائی گرفت میں آجائے گا۔ اس کو جرمانہ ہوگا یا

قید۔ جرمانہ تو ظاہر ہے اخبار کا مالک ادا کر دے گا، مگر قید تو وہ ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن ان دو پارٹیوں کے درمیان اس قسم کا معاہدہ ہوتا ہے کہ اگر قید ہوئی تو وہ اس کے گھر اتنے روپے ماہوار پہنچا دیا کرے گا۔ ایسے معاہدے میں خلاف ورزی کم ہوتی ہے

جو لوگ ناجائز طور پر شراب بیچتے ہیں، ان کے پاس دو تین آدمی ایسے ضرور موجود ہوتے ہیں جن کا صرف یہ کام ہے کہ اگر پولیس چھاپہ مارے تو وہ گرفتار ہو جائیں اور چند ماہ کی قید کاٹ کر واپس آ جائیں۔ اس کا معاوضہ ان کو معقول مل جاتا ہے۔

چھاپہ مارنے والے بھی پہلے ہی سے مطلع کر دیتے ہیں کہ ہم آ رہے ہیں، تم اپنا انتظام کر لو............ چنانچہ فوراً انتظام کر لیا جاتا ہے، یعنی مالک غائب غلہ ہو جاتا ہے اور وہ کرائے کے آدمی گرفتار ہو جاتے ہیں............ یہ بھی ایک قسم کی ملازمت ہے، لیکن دنیا میں جتنی بھی ملازمتیں ہیں کچھ اسی قسم کی ہوتی ہیں۔

میں جب امین پہلوان سے ملا تو وہ تین مہینے کی قید کاٹ کر واپس آیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''امین! اس دفعہ کیسے جیل میں گئے؟''

امین مسکرایا: ''اپنے کاروبار کے سلسلے میں!''

''کیا کاروبار تھا؟''

''جو رہا، وہی۔''

''بھئی بتاؤ تو............''

''بتانے کی کیا ضرورت ہے............ آپ اچھی طرح جانتے ہیں مگر خواہ مخواہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔''

میں نے تھوڑے سے توقف کے بعد اس سے کہا............

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''امین! تمہیں آئے دن جیل میں جانا کیا پسند ہے؟''

امین پہلوان مسکرایا: ''جناب............ پسند اور ناپسند کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے............ لوگ مجھے پہلوان کہتے ہیں، حالانکہ میں نے آج تک اکھاڑے کی شکل تک نہیں دیکھی............ ان پڑھ ہوں............ کوئی اور ہنر بھی مجھے نہیں آتا............ بس، جیل جانا آتا ہے، وہاں میں خوش رہتا ہوں............ مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی............ آپ ہر روز دفتر جاتے ہیں............

کیا وہ جیل نہیں............''

میں لاجواب ہو گیا: ''تم ٹھیک کہتے ہو۔ امین لیکن دفتر جانے والوں کا معاملہ دوسرا ہے............ لوگ انہیں بری نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔''

''کیوں نہیں دیکھتے! ضلع کچہری کے جتنے منشی اور کلرک ہیں، انہیں کون اچھی نظر سے دیکھتا ہے............ رشوتیں لیتے ہیں............ جھوٹ بولتے ہیں اور پرلے درجے کے مکار ہوتے ہیں۔ مجھ میں ایسا کوئی عیب نہیں............ میں اپنی روزی بڑی ایمانداری سے کماتا ہوں۔''

میں نے اس سے پوچھا............ ''کس طرح؟''

اس نے جواب دیا: ''اس طرح کہ اگر کسی کا کام کرتا ہوں اور قید کاٹتا ہوں۔ جیل میں محنت مشقت کرتا ہوں اور بعد میں اس شخص سے، جس کی خاطر میں نے سزا بھگتی تھی، مجھے دو تین سو روپیہ ملتا ہے تو یہ میرا معاوضہ ہے۔ اس پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے............ میں رشوت تو نہیں لیتا............ حلال کی کمائی کھاتا ہوں۔ لوگ مجھے غنڈا سمجھتے ہیں............ بڑا خطرناک غنڈا

.... لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ میں نے آج تک کسی کے تھپڑ بھی نہیں مارا۔ میری لائن بالکل الگ ہے............''

اس کی لائن واقعی دوسروں سے الگ تھی............ مجھے حیرت تھی کہ تین چار مرتبہ قید کاٹنے کے باوجود اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ وہ بڑا سنجیدہ مگر گنوار قسم کا آدمی تھا جس کو کسی کی پروانہیں تھی۔ قید کاٹنے کے بعد جب بھی آتا تو اس کا وزن کم از کم دس پاؤنڈ زیادہ ہوتا۔

ایک دن میں نے اس سے پوچھا............ ''امین! کیا وہاں کا کھانا تمہیں راس آتا ہے؟''

اس نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا: ''کھانا کیسا بھی ہو، اس کو راس کرنا آدمی کا اپنا کام ہے............ مجھے دال سے نفرت تھی، لیکن جب پہلی مرتبہ مجھے وہاں کنکروں بھری دال دی گئی اور ریت ملی روٹی، تو میں نے کہا .... امین یار............ یہ سب سے اچھا کھانا ہے، کھا، ڈنڑ پیل اور خدا کا شکر بجالا۔ چنانچہ میں ایک دو روز ہی میں عادی ہو گیا............ مشقت کرتا، کھانا کھاتا اور یوں محسوس کرتا جیسے میں نے گنجے کے ہوٹل سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے۔''

میں نے ایک دن اس سے پوچھا: ''تم نے کبھی کسی عورت سے بھی محبت کی ہے؟''

اس نے اپنے دونوں کان پکڑے............ ''خدا بچائے اس محبت سے۔ مجھے صرف اپنی ماں سے محبت ہے۔''

میں نے اس سے پوچھا: ''تمہاری ماں زندہ ہے؟''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''جی ہاں............ خدا کے فضل و کرم سے............ بہت بوڑھی ہے، لیکن آپ کی دعا سے اس کا سایہ میرے سر پر دیر تک قائم رہے گا اور وہ تو ہر وقت میرے لئے دعائیں مانگتی رہتی ہے کہ خدا مجھے نیکی کی ہدایت کرے............''

میں نے اس سے کہا: ''خدا تمہاری ماں کو سلامت رکھے! پر میں نے یہ پوچھا تھا کہ تمہیں کسی عورت سے محبت ہوئی ہے یا نہیں۔ دیکھو، جھوٹ نہیں بولنا!''

امین پہلوان نے بڑے تیز لہجے میں کہا: ''میں نے اپنی زندگی میں آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا............ میں نے کسی عورت سے محبت نہیں کی۔''

میں نے پوچھا: ''کیوں؟''

اس نے جواب دیا: ''اس لئے کہ مجھے اس سے دلچسپی ہی نہیں۔''

میں خاموش ہو رہا۔

تیسرے روز اس کی ماں پر فالج گرا اور وہ راہی ملک عدم ہوئی۔ امین پہلوان کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ وہ سوگوار، مغموم اور دل شکستہ بیٹھا تھا کہ شہر کے ایک رئیس کی طرف سے اسے بلاوا آیا۔ وہ اپنی عزیز ماں کی میت چھوڑ کر اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: ''کیوں میاں صاحب، آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟''

میاں صاحب نے کہا: ''تمہیں کیوں بلایا جاتا ہے............ ایک خاص کام ہے۔''

امین نے جس کے دل و دماغ میں اپنی ماں کا کفن دفن تیر رہا تھا، پوچھا: ''حضور! یہ خاص کام کیا ہے؟''

میاں صاحب نے سگریٹ سلگایا: ''بلیک مارکیٹ کا قصہ ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج میرے گودام پر چھاپہ مارا جائے گا۔ سو میں نے سوچا کہ امین پہلوان بہترین آدمی ہے جو اسے نمٹا سکتا ہے۔''

امین نے بڑے مغموم اور زخمی انداز میں کہا: ''آپ فرمایئے، میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟''

''بھئی، خدمت ودمت کی بات تم مت کرو............ بس صرف اتنی سی بات ہے کہ جب چھاپہ پڑے تو گودام کے مالک تم ہوگے۔ گرفتار ہو جاؤ گے۔ زیادہ سے زیادہ جرمانہ پانچ ہزار روپے ہوگا، اور ایک دو برس کی قید!''

''مجھے کیا ملے گا؟''

''جب وہاں سے رہا ہو کر آؤ گے تو معاملہ طے کرلیا جائے گا۔''

امین نے میاں صاحب سے کہا: ''حضور، یہ بہت دور کی بات ہے۔ جرمانہ تو آپ ادا کر دیں گے، لیکن قید تو مجھے کاٹنی پڑے گی۔ آپ باقاعدہ سودا کریں۔''

میاں صاحب مسکرائے: ''تم سے آج تک میں نے کبھی وعدہ خلافی کی ہے............ پچھلی دفعہ میں نے تم سے کام لیا، اور تم کو تین مہینے کی قید ہوئی۔ تو کیا میں نے جیل خانے میں ہر قسم کی سہولت بہم نہ پہنچائی۔ تم نے باہر آکر مجھ سے کہا کہ تمہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں تھی............ اگر تم کچھ عرصے کے لئے جیل چلے گئے تو وہاں تمہیں ہر آسائش ہوگی۔''

''امین نے کہا: ''جی............ یہ سب درست ہے............ لیکن۔''

''لیکن کیا؟''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

امین کی آنکھوں میں آنسو آگئے: ''میں صاحب! میری ماں مرگئی ہے۔''

''کب؟''

''آج صبح۔''

میاں صاحب نے افسوس کا اظہار کیا: ''کفنا دفنا دیا ہوگا۔'' امین کی آنکھوں میں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ ''میاں صاحب ابھی تو کچھ بھی نہیں ہو سکا............ میرے پاس تو افیم کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔''

میاں صاحب نے چند لمحات حالات پر غور کیا اور امین سے کہا: ''تو ایسا کرو............ میرا مطلب ہے کہ تجہیز و تکفین کا بندوبست میں ابھی کئے دیتا ہوں............ تمہیں کسی قسم کا تردد نہیں کرنا چاہئے............ تم گودام پر جاؤ اور اپنی ڈیوٹی سنبھالو۔''

امین نے اپنی میلی قمیص کی آستین سے آنسو پونچھے............ ''لیکن میاں صاحب میں............ میں اپنی ماں کے جنازے کو کندھا بھی نہ دوں!''

میاں صاحب نے فلسفیانہ انداز میں کہا............ ''یہ سب رسمی چیزیں ہیں۔ مرحومہ کو دفنانا ہے، سو یہ کام بڑی اچھی طرح سے ہو جائے گا۔ تمہیں جنازے کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارے ساتھ جانے سے مرحومہ کو کیا راحت پہنچے گی............ وہ تو بے چاری اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہے............ اس کے جنازے کے ساتھ کوئی بھی جائے............ کیا فرق پڑتا ہے۔ اصل میں تم لوگ جاہل ہو............ میں اگر مر جاؤں تو مجھے کیا معلوم ہے کہ میرے جنازے میں کس کس عزیز اور دوست نے شرکت کی تھی۔ مجھے اگر جلا بھی دیا جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میری لاش کو چیلوں اور گدھوں کے حوالے کر دیا

جائے تو مجھے اس کی کیا خبر ہوگئی۔ تم زیادہ جذباتی نہ بنو، دنیا میں سب سے ضروری چیز یہ ہے .... کہ اپنی ذات کے متعلق سوچا جائے .... میں پوچھتا ہوں، تمہاری کمائی کے ذرائع کیا ہیں............''

امین سوچنے لگا۔ چند لمحات اپنی بساط کے مطابق غور کرنے کے بعد اس نے جواب دیا:

''حضور! میری کمائی کے ذرائع آپ کو معلوم ہیں، مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔''

''میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ تمہیں میرا کام کرنے میں کیا حیل وحجت ہے۔ میں تمہاری ماں کی تجہیز وتکفین کا ابھی بندوبست کئے دیتا ہوں اور جب تم جیل سے واپس آؤ گے تو۔''

امین پہلوان نے بڑے بینڈے انداز میں پوچھا............ ''تو آپ میرا بھی بندوبست کردیں گے۔''

میاں صاحب بوکھلا گئے: ''تم کیسی باتیں کرتے ہو امین پہلوان!''

امین پہلوان نے ذرا درشت لہجے میں کہا: ''امین پہلوان کی ایسی کی تیسی۔ آپ یہ بتایئے کہ مجھے کتنے روپے ملیں گے............ میں ایک ہزار سے کم نہیں لوں گا۔''

''ایک ہزار تو بہت زیادہ ہیں۔''

امین نے کہا: ''زیادہ ہے یا کم .... میں کچھ نہیں جانتا .... میں جب قید کاٹ کر آؤں گا تو اپنی ماں کی قبر پختہ بناؤں گا، سنگ مرمر کی............ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

میاں صاحب نے اس سے کہا: ''اچھا بھئی ایک ہزار ہی لے لینا۔'' امین نے میاں صاحب سے کہا: ''تو لایئے اتنے روپے دیجئے کہ میں کفن دفن کا انتظام کر لوں............ اس کے بعد میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔''

میاں صاحب نے اپنی جیب سے بٹوا نکالا............ ''لیکن تمہارا کیا بھروسہ ہے!''

امین کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کو کسی نے ماں بہن کی گالی دی ہے۔ ''میاں صاحب! آپ مجھے بے ایمان سمجھتے ہیں .... بے ایمان آپ ہیں .... اس لئے کہ اپنے فعلوں کا بوجھ میرے سر پر ڈال رہے ہیں۔''

میاں صاحب صاحب موقع شناس تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ امین بگڑ گیا ہے، چنانچہ انہوں نے فوراً اپنی چرب زبانی سے رام کرنے کی کوشش کی لیکن امین پر کوئی اثر نہ ہوا۔

جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا کہ غسال اسکی ماں کو آخری غسل دے چکے ہیں۔ کفن بھی پہنایا جا چکا ہے............ امین بہت متحیر ہوا کہ اس پر یہ مہربانی کس نے کی ہے............ میاں صاحب نے............ لیکن وہ تو سودا کرنا چاہتے تھے۔

اس نے ایک آدمی سے جو تابوت کو سجانے کے لئے پھول گوندھ رہا تھا، پوچھا: ''یہ کس آدمی نے اتنا اہتمام کیا ہے؟''

پھول والے نے جواب دیا: ''حضور! آپ کی بیوی نے۔''

امین چکرا گیا............ وہ اپنے شدید تعجب کا مظاہرہ کرتا مگر خاموش رہا۔ پھول والے سے صرف اتنا پوچھا .... ''کہاں ہیں وہ

............''

پھول والے نے جواب دیا: ''جی، اندر ہیں............ آپ کا انتظار کر رہی تھیں............''

امین اندر گیا............ تو دیکھا کہ ایک نوجوان، خوبصورت لڑکی اسکی چارپائی پر بیٹھی ہے............ امین نے اس سے پوچھا............ ''آپ کون ہیں............ یہاں کیوں آئی ہیں؟''

اس لڑکی نے جواب دیا............ ''میں آپ کی بیوی ہوں۔ یہاں کیوں آئی ہوں، یہ آپ کا عجیب وغریب سوال ہے۔''

امین نے اس سے پوچھا: ''میری بیوی تو کوئی بھی نہیں۔ بتاؤ تم کون ہو؟''

لڑکی مسکرائی:

''میں .... میاں .... دین کی بیٹی ہوں .... ان سے جو آپ کی گفتگو ہوئی، میں نے سب سنی............ اور .... اور............''

امین نے کہا:

''اب اور کہنے کی ضرورت نہیں............''

تپش کشمیری

مجھے ان کا اصل نام ابھی تک معلوم نہیں............ حالانکہ میں ان کو بارہ برس سے جانتا ہوں .... سات برس تو ہم اکٹھے ایک ساتھ رہے .... دراصل ان کا نام پوچھنے کی مجھے کبھی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی .... تپش کشمیری کافی تھا............

وہ اس نام سے مشہور تھے۔

تپش کشمیری عجیب وغریب شخصیت کے مالک تھے۔ جب وہ لاہور میں تھے تو ضلع کچہری کی ایک عدالت میں اہلمد تھے۔ آپ نے ترقی کی طرف قدم بڑھایا تو آپ پیادہ ہو گئے............ اس ترقی معکوس کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ ہر حالت میں خوش رہتے تھے۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

جس مجسٹریٹ سے وہ منسلک تھے، اس کی روز ہجو لکھتے اور کاغذ اسی کے میز پر رکھ آتے............ وہ چیختا چلاّتا............ مگر تپش صاحب خاموش رہتے۔ جیسے ان کو کسی بات کا علم ہی نہیں............ فی البدیہہ شعر کہنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے، بمبئی میں ایک ناگپوری شاعر نے جو بزعم خود فی البدیہہ شعر کہنے میں............ ظفر علی خان سے کئی مصرعے آگے تھے، تپش صاحب سے کہا:

''حضرت! چلو، آج گفتگو شعروں ہی میں ہو............''

تپش صاحب نے بڑی انکساری کے ساتھ کہا:

''جیسے آپکی مرضی............''

اور ساتھ ہی گفتگو کا آغاز ایک شعر سے کر دیا............ ناگپوری شاعر سٹپٹا گئے اور ذہن پر زور دے کر تپش صاحب کے اس شعر کا جواب شعر میں فکر کرنے لگے۔

تپش صاحب نے فوراً ایک اور شعر گھڑ کر ان سے پوچھا کہ جناب دیر کیوں لگا رہے ہیں............ جلدی گفتگو شروع کیجئے۔

ناگپوری شاعر بوکھلا گیا۔

میرا خیال ہے ان کے اس استفسار سے اس کے دماغ سے وہ سب کچھ نکل گیا جو اس نے بڑی محنت سے سوچا تھا۔

تپش صاحب نے اس پر تین چار شعر اور چست کر دیئے اور وہ بیچارہ ناگپوری چاروں خانے چت ہو گیا۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

میں یہاں پر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ تپش صاحب کی شاعری میں کوئی جان نہیں............ یوں تو ان کا ہر شعر بڑا اچھا تلا ہوتا ہے، عروض کی کوئی خامی نہیں ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دھرم کانٹے میں تل کر آیا ہے۔ بڑی سنگلاخ زمینوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور قریب قریب ہر روز دو تین غزلیں یا نظمیں فی البدیہہ لکھتے ہیں، لیکن شاذ و نادر ان کے قلم سے کوئی ایسا شعر نکلتا ہے جو صحیح معنوں میں شعر کہلانے کا مستحق ہو۔

انہوں نے بلا مبالغہ دس بارہ لاکھ شعر لکھے ہوں گے مگر اس کو وہ باعث افتخار نہیں سمجھتے وہ خود کو بھی شاعر کہلانا پسند نہیں کرتے۔ ان کو اپنی شاعری سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

پیشتر اس کے کہ میں کچھ اور بیان کروں، میں تپش صاحب کی عجیب وغریب شخصیت کے بارے میں چند اور باتیں بھی بتانا چاہتا ہوں جو بہت دلچسپ اور حیرت انگیز ہیں۔

ایک زمانہ تھا وہ لاہور کے ضلع کچہری میں ملازم تھے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ان کو اسلامیہ اسکول کے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا۔ بڑا افلاطونی قسم کا۔ ان کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا نماز پڑھتا ہے۔ صبح سویرے اپنے محلے کی مسجد میں فجر کی نماز ادا کرنے جاتا ہے۔ یہ معلومات حاصل ہوتے ہی آپ صبح تین بجے اٹھتے۔

سخت سردیوں کا موسم تھا۔ مسجد میں جا کر جھاڑو دیتے۔ پھر ٹھنڈے یخ پانی سے غسل کرتے اور اذان دینا شروع کر دیتے۔ مسجد کا مُلا جو بہت ہی بڈھا اور سست تھا، اپنے حجرے میں چونک پڑتا کہ یہ اذان کون دے رہا ہے۔ جب تک وہ اٹھ کر باہر نکلتا، تپش صاحب نے امامت شروع کر دی ہوتی تھی۔ وہ لڑکا ان کے پیچھے نماز

پڑھ رہا ہوتا۔ اس سے ان کو بڑی روحانی مسرت حاصل ہوتی تھی۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔

ایک مرتبہ اس لڑکے کی سائیکل خراب ہوگئی۔ اس نے اپنے نوکر کو دی کہ ٹھیک کرا لائے .... تپش صاحب نے دیکھ لیا .... اور سائیکل نوکر سے لے کر ایک دوکان پر لے گئے اس کے تمام پرزے علیحدہ کر دیئے۔ مٹی کے تیل میں ڈبو کر ان کو صاف کیا .... دکاندار سے جوان کا دوست تھا کپڑا مانگا کہ وہ انہیں خشک کریں .... مگر اس کے پاس نہیں تھا۔ چنانچہ تپش صاحب نے اپنی نئی بوسکی کی قمیص اتاری، اس کو پھاڑا اور تمام پرزوں پر سے تیل خشک کر کے ان کو خوب چمکایا .... جب سائیکل ٹھیک ہوگئی تو اس لڑکے کے نوکر کے حوالے کر دی اور کہا:

''دیکھو .... بابو جی سے مت کہنا کہ میں نے ٹھیک کی ہے۔'' اس لڑکے کی دوستی اسی دوران میں اپنے ایک ہم جماعت سے ہوگئی۔ تپش صاحب کو اس کا اتنا دکھ ہوا کہ نیم پاگل سے ہو گئے۔ داڑھی بڑھالی۔ سخت گرمیاں تھیں .... مگر آپ اوورکوٹ پہنتے تھے .... سر پر پانامہ ہیٹ اور چھینٹ کی نیکر میں .... پاؤں میں فل بوٹ .... لیکن ان کی باتیں جب بھی غیر متوازن نہیں ہوتی تھیں۔

اس زمانے میں انہوں نے اس لڑکے کے بارے میں بے شمار شعر کہے جو شعر کہلانے کے مستحق ہیں، اس لئے کہ ان میں تپش صاحب کے دل کو جو ٹھیس پہنچی تھی، اس کا صاف پتہ چلتا ہے۔ ان میں درد ہے کسک ہے اور افلاطونی عشق کی تمام گہرائیاں بھی موجود ہیں۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

یوں بھی تپش صاحب کو دنیوی معاملات سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی، لیکن اس حادثے کے بعد وہ بالکل بے نیاز ہو گئے .... کھانا ملا ہے تو کھا لیا ہے، نہیں ملا تو کوئی پروا نہیں۔

مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا ....

ہم لاہور کے حاجی ہوٹل میں بیٹھے تھے۔ تپش صاحب کھانا کھا چکے تھے، لیکن مجھے کھانا تھا۔ وہ میرے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ان کے چند دوست آئے جو پاس والے میز پر بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک نے تپش صاحب سے علیک سلیک کرنے کے بعد کہا: ''آیئے کھانا تناول فرمایئے۔''

تپش صاحب نے شکریہ ادا کیا:

''خدا آپ کو بہت بہت دے .... میں گھر سے کھا کر آیا ہوں۔''

ان کے دوست نے بڑا اصرار کیا کہ وہ ضرور کھائیں۔ آخر تنگ آ کر وہ ان کے پاس بیٹھ گئے اور بارہ روٹیاں اور سالن منگوایا۔ اس کے بعد فرنی کی چار پلیٹیں کھائیں اور خدا کا شکر ادا کر کے وہاں سے اٹھے اور میرے پاس چلے آئے .... ان کے اس دوست کی حالت قابل رحم تھی، جس نے ازراہ تکلف ان کو دعوت دی تھی۔ وہ بالکل مبہوت تھا۔ وہ شاید اس لمحے پر لعنتیں در لعنتیں بھیج رہا تھا .... جب اس نے تپش صاحب سے کہا:

''آیئے! کھانا تناول فرمایئے ....''

میرا خیال ہے کہ تپش صاحب میں ذائقے کی حس موجود نہیں تھی۔ وہ ہر چیز کھا سکتے تھے۔ تھوہر اور کیلے میں ان کے نزدیک کوئی فرق نہیں تھا۔ کچے چاول ہوں یا اُبلے ہوئے .... تازہ ہوں یا پانچ چھ روز کے باسی، ان کے لئے ایک

جیسے تھے۔

میں نے کبھی ان کو کسی چیز کے بارے میں شکایت کرتے نہیں سنا .... جو مل جائے، ٹھیک ہے .... لیکن حیرت ہے کہ اس قسم کی عجیب طبیعت کا مالک جو فالودے میں کھیر نمکین چائے اور نیلوفر کا شربت ملا کر پی جاتا ہے۔ تمام سبزیاں پتوں اور ڈنٹھلوں سمیت کھاتا ہے ایک ایک پاؤ سرخ مرچیں پھانک جاتا ہے، اپنی صحت کیسے برقرار رکھ سکتا ہے!

ان کی صحت قابل رشک حد تک اچھی تھی .... سرخ رنگت، سر کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا .... حالانکہ وہ مجھ سے عمر میں سات آٹھ برس بڑے تھے۔

یعنی چھیالیس سینتالیس برس کے لگ بھگ تھے، مگر ان کے مقابلے میں میں بوڑھا دکھائی دیتا تھا۔ میرے سر کے بال آدھے سے زیادہ سفید ہو چکے تھے۔

تپش صاحب کو عورتوں سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ صنف نازک سے صنف کرخت کو کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ شیشے کا رشتہ پتھر سے غیر فطری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو جس کو انہوں نے کبھی گھر میں بسایا ہی نہیں تھا .... آخر اسے طلاق دے کر آزاد کر دیا۔

جب میرے بلانے پر بمبئی آئے تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر آئے تھے۔ مجھ سے انہوں نے اس بات کا ذکر بہت دیر بعد میں کیا .... کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں تھی۔

لیکن اس کا ردعمل ان پر اس صورت میں نمودار ہوا کہ انہوں نے با قاعدہ قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی .... مگر ان کی تلاوت کا طریقہ بھی

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

عجیب وغریب ہے۔

میں نے ایک روز دیکھا کہ وہ صبح سویرے اُٹھے، غسل کیا اور الف ننگے، بدن خشک کیے بغیر کرسی پر بیٹھ گئے۔ حمائل شریف نکالی اور تلاوت شروع کر دی .... ایک پارہ پڑھا .... کپڑے پہنے اور باہر نکلے۔ میں حیرت میں گم تھا کہ آخر یہ سلسلہ کیا ہے۔

کہیں ان کا دماغ تو نہیں چل گیا ہے۔ لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ باہر نکل کر انہوں نے ٹرام کے ایک ٹکٹ پر نظم لکھی۔ مجھ سے بڑی پُر مغز گفتگو کی۔ میری زبان کی چند غلطیوں کی طرف میری توجہ دلائی۔ میرے دماغ میں چونکہ بڑی کھد بد ہو رہی تھی، اس لئے میں ان سے پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

''تپش صاحب .... آپ ننگے .... ننگے بدن قرآن مجید کی تلاوت کیوں کرتے ہیں؟ کیا یہ معیوب نہیں ....''

تپش صاحب مسکرائے ....

''قرآن میں کہیں بھی یہ حکم صادر نہیں کیا گیا کہ آدمی تینوں کپڑے پہن کر اس کی تلاوت کرے .... میں اس لئے کپڑے نہیں پہنتا کہ مبادا ان میں کوئی گندگی کی آلائش ہو .... نہانے کے بعد میں تولیے سے اپنا بدن بھی اسی لئے خشک نہیں کرتا۔''

عجب منطق تھی۔

بہر حال، میں خاموش رہا کیونکہ ان سے بات کرنا ایک اچھی خاصی طویل بحث کا آغاز کرنا تھا۔

اسی دوران میں انہیں تپ محرقہ ہو گیا .... میں نے ڈاکٹر کو بلایا۔

سولہ روپے اس کی فیس ادا کی........... مگر تپش صاحب نے اس ڈاکٹر سے بڑے کرخت لہجہ میں کہا:

''صاحب! آپ کو یہاں کس نے بلایا ہے........... مجھے معلوم ہے میرا عارضہ کیا ہے اور مجھے اس کا علاج بھی معلوم ہے........... آپ تشریف لے جائیں تو بہتر ہے۔''

ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے........... تپش صاحب نے اکیس دن فاقہ کشی کی۔ کچھ کھایا نہ پیا........... اس کے بعد انہوں نے مجھے بلایا اور کہا:

''میں اب بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں........... نوکر کو چوپاٹی بھیجو اور آٹھ آنے کا رگڑا منگواؤ........... ڈھیر ساری مرچیں ہوں۔''

رگڑا بمبئی کی زبان میں چاٹ کو کہتے ہیں........... یعنی آلو چھولے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ خوفناک چیزیں منگواؤں یا نہ منگواؤں، مگر تپش صاحب کے آگے کیا پیش چل سکتی تھی۔ آخر میں نے نوکر کو چوپاٹی بھیجا اور رگڑا منگوایا جو تپش صاحب نے سب کا سب کھا لیا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں اتنی مرچیں اور اتنی کھٹائی تھی جو بیس بائیس آدمیوں کو بھی پیچش یا اسہالِ معدہ کے مرض میں گرفتار کر دیتی........... لیکن تعجب ہے کہ دوسرے روز وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں تپ محرقہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا........... میں نے جب اپنی حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

''برادرم! ہر بیماری کے لئے علاج ہوتے ہیں........... ضروری نہیں کہ ہر شخص اپنے مرض کا علاج کسی ڈاکٹر یا حکیم ہی سے کرائے........... خدا نے ہر آدمی کو اپنے عوارض دور کرنے کی قدرت ودیعت فرمائی ہے........... وہ اگر

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

اس سے کام لے تو ڈاکٹروں اور طبیبوں کی ضرورت ہی نہیں۔''

وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گئے........... ان کا رنگ جو کسی قدر پیلا ہو گیا تھا، چندروز میں رگڑا کھا کھا کر پھر وہی سرخی اختیار کر گیا۔ آپ نے پھر اسی طرح ہر روز نظمیں اور غزلیں کہنا شروع کر دیں........... مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوئے۔

بہت دن گزر گئے۔

میرا مطلب ہے قریب قریب ڈھائی مہینے کا عرصہ بیت گیا........... اس کے بعد ایک دن اچانک تپش صاحب نے مجھ سے کہا:

''میں آپ کے یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھتا۔''

میں نے حیرت سے پوچھا:

''کیوں؟''

''کسی دوست کو زیادہ دیر تک تکلیف نہیں دینا چاہیئے۔''

میں نے ان سے کہا:

''مجھے کوئی تکلیف نہیں........... آپ محض تکلف کر رہے ہیں۔''

تپش صاحب جس بات کا تہیہ کر لیں........... بالآخر وہ پوری ہوتی ہے چنانچہ وہ اپنا چھوٹا سا ٹین کا بکس اٹھا کر میرے گھر سے چلے گئے۔

معلوم نہیں کہاں...........

اگر انہوں نے اپنے ٹھکانے کے متعلق مجھے کچھ بتایا ہوتا تو میں یقیناً ہر روز نہیں تو دوسرے تیسرے روز ضرور جاتا........... مگر وہ اس افراتفری میں گئے کہ میں ان سے کچھ پوچھ نہ سکا۔

ایک دن وہ خود آئے .... خلاف معمول نیا سوٹ پہنا ہوا تھا .... بالوں میں تیل بھی تھا............ مجھ سے ملتے ہی کہنے لگے:

''برادرم............ مجھے عشق ہوگیا تھا، دراصل۔''

میں چکرا گیا............ تپش صاحب اور عشق............ کیا اس لاہوری لڑکے کا کوئی نعم البدل بمبئی میں پیدا ہوگیا ہے۔

تپش صاحب نے مجھے زیادہ دیر تذبذب میں نہ رکھا اور اپنے عشق کی روداد سنا دی............ مجھے یہ معلوم کر کے بڑی حیرت ہوئی کہ انہیں ایک لڑکی سے عشق ہوا تھا۔

یہ لڑکی ایک مجاور کی بیٹی تھی۔ اس کی ماں مر چکی تھی۔ تپش صاحب وکٹوریہ گارڈن میں اس کو اپنے ساتھ لائے اور مجھے مجبور کیا کہ اس کا فوٹو اتارا جائے، چنانچہ ان کے احکام کے مطابق میں اپنے ایک دوست سے کیمرہ لے کر پہنچا............

لڑکی خوبصورت تھی .... بڑی الہڑ قسم کی .... تپش صاحب سے بہت جھجکتی تھی۔ اس سے زیادہ مجھ سے، اور اس سے بھی زیادہ اردگرد کے ماحول سے............

خیر، میں نے چار پانچ پوز لئے............ اور وکٹوریہ گارڈن میں ان دونوں کو چھوڑ کر گھر چلا آیا............ میرے دل و دماغ بہت مضطرب تھے۔ میرے قیاس میں کبھی یہ چیز آ ہی نہیں سکتی تھی کہ تپش کشمیری صاحب کبھی کسی عورت میں دلچسپی لیں گے۔ لیکن جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا، وہ اس لڑکی سے جس کا نام مجھے یاد نہیں آ رہا، والہانہ محبت کرتے تھے۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

میں نے ایک روز ان سے کہا:

''تپش صاحب اتنی دیر ہوگئی ہے آپ اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے۔''

انہوں نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا:

''میں روپیہ جمع کر رہا ہوں............ اس کے باپ سے تمام باتوں کا فیصلہ ہو چکا ہے............ میں نے اس کے بھائی کے لئے ایک سوٹ بنوا دیا ہے۔ باپ کو بھی کچھ روپے دے چکا ہوں، اس لئے کہ اس کے پاس شادی کے اخراجات کے لئے کچھ .... بھی نہیں .... ایک صوفہ سیٹ .... ایک ڈریسنگ ٹیبل اور چار کرسیاں بھی خرید کر اس کے باپ کے حوالے کر دیں............ میں چاہتا ہوں شادی کے بعد انہی کے ساتھ رہوں .... وہ اداس نہیں ہوگی۔''

میں نے کہا:

''یہ تو بہت اچھا اور نیک خیال ہے۔''

تپش صاحب ذرا پھول سے گئے۔

''میں حرام کاری کا قائل نہیں............ اس سے باقاعدہ عقد کرنا چاہتا ہوں۔'' میں نے ان سے اس خدشے کا ذکر کیا جو اچانک میرے دماغ میں پیدا ہوگیا تھا............

''ہوسکتا ہے............ کوئی اور............ میرا مطلب ہے، کوئی اور آپ پر بازی لے جائے............ تپش صاحب کے گال اور زیادہ سرخ ہوگئے............''

''کون بازی لے جا سکتا ہے مجھ پر .... میں شاعر ہوں

.... لیکن اور............ درّے کا منڈا بھی ہوں ۔ میں قلم کے علاوہ لٹھ سے بھی کام لینا جانتا ہوں............''

تپش صاحب گھر بنانے کی فکر میں مصروف تھے کہ اس لڑکی کا معاشقہ ایک نوجوان پہلوان سے ہوگیا............ اسی دوران لڑکی کے باپ کو ہیضہ ہوا اور وہ دو دن کے بعد ہی راہیٔ ملک عدم ہوا۔

تپش صاحب نے اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا............ بڑے احترام سے اس کو دفن کیا۔

چوتھے روز انہیں معلوم ہوا کہ لڑکی اسی نوجوان پہلوان کے ساتھ بھاگ گئی ہے............ یہ انہیں عین اس وقت معلوم ہوا جب وہ کھیت واڑی اسٹریٹ سے نکلے تھے۔ تپش صاحب نے سائیکل کرائے پر لی اور اس موٹر کا تعاقب کیا جس میں پہلوان اس لڑکی کو اغوا کر کے لے جا رہا تھا۔

تپش صاحب نے ان کو پکڑ لیا ہوتا............ مگر ان کی سائیکل ایک وکٹوریہ گاڑی کی جھپٹ میں آگئی............ آپ بہت بری طرح زخمی ہوئے۔ دائیں کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

دوستوں نے انہیں ہسپتال میں داخل کرا دیا۔

چوٹ اتنی اثر انداز ہوئی............ کہ وہ کئی دن بیہوش رہے۔ ان کا بازو پلاسٹک میں بندھا ہوا تھا............ ہلنے جلنے کی اجازت نہیں تھی۔

پر جب انہیں ذرا سا ہوش آیا تو انہوں نے یہ ٹھانی کہ ہسپتال سے کسی نہ کسی طریقے سے باہر نکلنا چاہئے۔ جنرل وارڈ میں تھے............

جب دیکھا کہ ڈاکٹر کھانا کھانے گئے ہیں............ تو وارڈ سے نکل

® SCANNED PDF By HAMEEDI
ONE URDU FORUM . COM

آئے اور سیدھے میرے پاس آئے اور کہا:

''مجھ سے فضول باتیں مت پوچھنا!''

میں نے ان سے کوئی فضول بات نہ پوچھی۔

لیکن............

ایک دن انہوں نے مجھ سے پوچھا:

''میں اب کیا کروں............''

اب اس کا میرے پاس کیا جواب ہو سکتا تھا............ میں نے صرف اتنا کہا:

''تپش صاحب............ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ میں تو کم عقل ہوں............''

تپش صاحب میرا یہ جواب سن کر چند لمحات خاموش رہے۔

اس کے بعد کہا:

''ٹھیک ہے۔ ہر شخص اپنے معاملات اچھی طرح جانتا ہے۔''

دوسرے دن سے انہوں نے زنانہ لباس پہننا شروع کر دیا............ یہ وہی کپڑے تھے جو انہوں نے اس لڑکی کے لئے بنوائے تھے۔

رشوت

احمد دین کھاتے پیتے آدمی کا لڑکا تھا............ اپنے ہم عمر لڑکوں میں سب سے زیادہ خوش پوش مانا جاتا تھا............ لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ بالکل خستہ حال ہوگیا۔

اس نے بی اے کیا اور اچھی پوزیشن حاصل کی............ وہ بہت خوش تھا............ اس کے والد خان بہادر عطاء اللہ کا ارادہ تھا کہ اسے اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت بھیجیں گے۔ پاسپورٹ لے لیا گیا تھا............ سوٹ وغیرہ بھی بنوا لئے گئے تھے کہ اچانک خان بہادر عطاء اللہ نے جو بہت شریف آدمی تھے، کسی دوست کے کہنے پر سٹہ کھیلنا شروع کر دیا۔

شروع میں انہیں اس کھیل میں کافی منافع ہوا............ وہ خوش تھے کہ

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

چلو میرے بیٹے کی اعلیٰ تعلیم کا خرچ ہی نکل آیا............ مگر لالچ بری بلا ہے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ ان کی پشت پر چوگنی ہے............ جیتتے ہی چلے جائیں گے۔

ان کا وہ دوست جس نے ان کو اس راستے پر لگایا تھا، بار بار ان سے کہتا تھا:

''خان صاحب............ ماشاء اللہ آپ قسمت کے دھنی ہیں............ مٹی میں بھی ہاتھ ڈالیں تو سونا بن جائے۔''

اور وہ اس قسم کی چاپلوسیوں کے ذریعے خان بہادر سے سو دو سو روپے اینٹھ لیتا۔ خان بہادر کو بھی کوئی تکلیف محسوس نہ ہوتی، اس لئے کہ انہیں بغیر محنت کے ہزاروں روپے مل رہے تھے۔

احمد دین ذہین اور باشعور لڑکا تھا............ اس نے ایک دن اپنے باپ سے کہا:

''ابا جی! یہ آپ نے جو سٹہ بازی شروع کی ہے............ معاف کیجئے گا، اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا............''

خان بہادر نے تیز لہجے میں اس سے کہا:

''برخوردار! تمہیں میرے کاموں میں دخل دینے کی جرأت نہیں ہونی چاہئے۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں، ٹھیک ہے............ جتنا روپیہ آ رہا ہے، وہ میں اپنے ساتھ قبر میں لے کر نہیں جاؤں گا۔ یہ سب تمہارے کام آئے گا............''

احمد دین نے بڑی معصومیت سے پوچھا:

''لیکن ابا جی، یہ کب تک آتا رہے گا............ ہوسکتا ہے کل کو یہ

جانے بھی لگے ....''

خان بہادر بھنّا گئے۔

''بکومت .... آتا ہی رہے گا۔''

روپیہ آتا رہا............

لیکن ایک دن خان بہادر نے کئی ہزار روپے کی رقم داؤ پر لگا دی .... لیکن نتیجہ صفر نکلا .... دس ہزار ہاتھ سے دینے پڑے............

تاؤ میں آ کر انہوں نے بیس ہزار روپے کا سٹہ کھلا............ ان کو یقین تھا کہ ساری کسر پوری ہو جائے گی .... لیکن صبح جب انہوں نے اخبار دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ بیس ہزار بھی گئے۔

خان بہادر ہمت ہارنے والے نہیں تھے۔انہوں نے اپنا ایک مکان گروی رکھ کر پچاس ہزار روپے لئے اور سب کا سب اللہ کا نام لے کر چاندی کے سٹے پر لگا دیئے۔

اللہ کا نام تو خیر اللہ کا نام ہے............ وہ چاندی اور سونے کی مارکیٹ پر کیا کنٹرول کر سکتا ہے............ صبح ہوئی تو خان بہادر کو معلوم ہوا کہ چاندی کا بھاؤ ایک دم گر گیا ہے .... ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ دل کے دورے پڑنے لگے۔

احمد دین نے ان سے کہا:

''ابا جی............ چھوڑ دیجئے اس بکواس کو............''

خان بہادر نے بڑے غصے میں اپنے بیٹے سے کہا:

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''تم بکواس مت کرو............ میں جو کچھ کر رہا ہوں، ٹھیک ہے۔''

احمد دین نے مؤدبانہ کہا:

''لیکن ابا جان .... یہ جو آپ کو دل کی تکلیف شروع ہو گئی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟''

''مجھے کیا معلوم .... اللہ بہتر جانتا ہے ....ایسے عارضے انسان کو ہوتے ہی رہتے ہیں۔''

احمد دین نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا:

''جی ہاں .... انسان کو ہر قسم کے عارضے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی کوئی وجہ بھی تو ہوتی ہے۔مثال کے طور پر اگر آپ کوئی ایسی چیز کھا لیں جس میں ہیضے کے جراثیم ہوں اور............''

خان بہادر کو اپنے بیٹے کی یہ گفتگو پسند نہیں تھی۔

''تم چلے جاؤ یہاں سے .... میرا مغز مت چاٹو .... میں ہر چیز سے واقف ہوں............''

احمد دین نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا:

''یہ آپ کی غلط فہمی ہے .... کوئی انسان بھی ہر چیز سے واقف ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔'' احمد دین چلا گیا۔

خان بہادر اندرونی طور پر خود کو بہت بڑا اُچغد سمجھنے لگے تھے۔لیکن وہ اپنے اس احساس کو اپنے لڑکے پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔

بستر پر لیٹے انہوں نے بار بار خود سے کہا:

''خان بہادر عطاء اللہ .... تم خان بہادر بنے پھرتے ہو

.... لیکن اصل میں تم اول درجے کے بیوقوف ہو۔''

''تم اپنے بیٹے کی بات پر کان کیوں .... نہیں دھرتے .... جبکہ تم جانتے ہو کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے، صحیح ہے۔''

''جتنا روپیہ تم نے حاصل کیا تھا، اس سے دُگنا روپیہ تم ضائع کر چکے ہو .... کیا یہ درست ہے؟''

خان بہادر جھنجھلا گئے اور بڑبڑانے لگے:

''سب درست ہے .... سب درست ہے .... ایک میں ہی غلط ہوں۔ لیکن میرا غلط ہونا ہی صحیح ہوگا............ بعض اوقات غلطیاں بھی صحت کا سامان مہیا کر دیتی ہیں۔''

پندرہ دن بستر پر لیٹے اور علاج کرانے کے بعد جب وہ کسی قدر تندرست ہوئے تو انہوں نے اپنا ایک اور مکان بیچ دیا............ یہ پچیس ہزار روپے میں بکا۔

خان صاحب نے یہ سب روپے سٹے پر لگا دیئے۔ ان کو پوری امید تھی کہ وہ اپنی اگلی پچھلی کسر پوری کر لیں گے۔ مگر قسمت نے یاوری نہ کی اور وہ ان پچیس ہزار روپوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

احمد دین پیچ و تاب کھا کے رہ گیا............ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اپنے باپ کو کس طرح سمجھائے............ وہ اس کی کوئی بات سنتے ہی نہیں تھے۔

احمد دین نے آخری کوشش کی۔

اور ایک دن جب اس کا باپ اپنے کمرے میں حقہ پی رہا تھا اور معلوم نہیں کس سوچ میں غرق تھا کہ اس سے ڈرتے ڈرتے مخاطب ہوا:

''ابا جی............''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

خان بہادر صاحب سوچ میں اس قدر غرق تھے کہ انہوں نے اپنے لڑکے کی آواز ہی نہیں سُنی۔

احمد دین نے آواز کو ذرا بلند کیا:

''ابا جی............ ابا جی!''

خان بہادر چونکے۔

''کیا ہے............''

احمد دین کانپ گیا............

''کچھ نہیں ابا جی .... مجھے .... مجھے آپ سے ایک بات کہنا تھی۔''

خان بہادر نے حقے کی نڑی اپنے منہ سے جدا کی۔

''کہو، کیا کہنا ہے۔''

احمد دین نے بڑی لجاجت سے کہا:

''مجھے یہ عرض کرنا ہے............ یہ درخواست کرنا تھی............ کہ............ آپ سٹہ کھیلنا بند کر دیں............''

حقے کا ایک زوردار کش لے کر وہ احمد دین پر برس پڑے............

''تم کون ہوتے ہو مجھے نصیحت کرنے والے............ میں جانوں، میرا کام۔ کیا اب تک تمہارے ہی مشورے سے میں سارے کام کرتا رہا ہوں .... دیکھو، میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ آئندہ میرے معاملے میں کبھی دخل نہ دینا............ مجھے یہ گستاخی ہرگز پسند نہیں............ سمجھے!''

احمد دین کی گردن جھکی ہوئی تھی:

''جی میں سمجھ گیا............''

اور یہ کہہ کر وہ اپنے باپ کے کمرے سے نکل گیا۔

سٹے کی لت شراب کی عادت سے بھی کہیں زیادہ بری ہوتی ہے۔ خان بہادر اس میں کچھ ایسے گرفتار ہوئے کہ جائیداد............ سب کی سب اس خطرناک کھیل کی نذر ہوگئی۔

مرحوم بیوی کے زیور تھے............ وہ بھی بک گئے............ اور نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ ان کے دل کے عارضے نے کچھ ایسی شکل اختیار کی کہ وہ ایک روز صبح سویرے، غسل خانے میں داخل ہوتے ہی دھم سے گرے اور ایک سیکنڈ کے اندر اندر دم توڑ دیا۔

احمد دین کو ظاہر ہے کہ اپنے باپ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا....... ..... وہ کئی دن نڈھال رہا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ بی اے پاس تھا، اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا............ مگر اب سارا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ اس کے باپ نے ایک پھوٹی کوڑی بھی اس کے لئے نہیں چھوڑی تھی۔ مکان............ جس میں وہ تنہا رہتا تھا............ رہن تھا۔

یہاں سے اس کو کچھ عرصے کے بعد نکلنا پڑا۔ گھر کی مختلف چیزیں بیچ کر اس نے چار پانچ سو روپے حاصل کئے اور ایک غلیظ محلے میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیا۔ مگر پانچ سو روپے کب تک اس کا ساتھ دے سکتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ایک برس تک بڑی کفایت شعاری سے گزارا کر لیتا۔

لیکن اس کے بعد کیا ہوتا۔

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

احمد دین نے سوچا:

''مجھے ملازمت کر لینی چاہئے۔''

چاہے وہ کیسی بھی ہو............ پچاس ساٹھ روپے ماہوار مل جائیں............ تو گزران ہو جائے گا۔''

اس کی ماں کو مرے اتنے ہی برس ہو گئے تھے جتنے اس کو جیتے۔ احمد دین نے حالانکہ اس کی شکل تک نہیں دیکھی تھی............ نہ اس کو دودھ پینا نصیب ہوا تھا............ پھر بھی وہ اکثر اس کو یاد کر کے آنسو بہاتا رہتا............

احمد دین نے ملازمت حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کی............ مگر کامیابی نہ ہوئی............ اتنے بے روزگار اور بے کار آدمی تھے کہ وہ خود کو اس بے روزگاری اور بے کاری کے سمندر میں ایک قطرہ سمجھتا تھا۔

لیکن اس احساس کے باوجود اس نے ہمت نہ ہاری............ اور اپنی تگ و دو جاری رکھی۔

بہت دنوں کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اگر کسی افسر کی مٹھی گرم کی جائے تو ملازمت ملنے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ مٹھی گرم کرنے کا مسالا کہاں سے لاتا۔

ایک دفتر میں جب وہ ملازمت کے سلسلے میں گیا، تو ہیڈ کلرک نے اس سے شفیقانہ انداز میں کہا:

''دیکھو برخوردار............ یوں خالی خولی کام نہیں چلے گا............ جس اسامی کے لئے تم نے درخواست دی ہے، اس کے لئے پہلے ہی دو سو پچاس درخواستیں وصول ہو چکی ہیں............ میں بڑا صاف گو

آدمی ہوں۔ پانچ سو روپے اگر تم دے سکتے ہو تو یہ ملازمت تمہیں یقیناً مل جائے گی............''

اب احمد دین پانچ سو روپے کہاں سے لاتا............اس کے پاس بمشکل بیس یا تیس روپے تھے۔

چنانچہ اس نے ہیڈ کلرک سے کہا:

''جناب! میرے پاس اتنے روپے نہیں............ آپ ملازمت دلوا دیجئے، تنخواہ میں سے آدھی رقم آپ لے لیا کریں۔''

ہیڈ کلرک ہنسا............

''تم ہمیں بیوقوف بناتے ہو............جاؤ، چلتے پھرتے بنو............''

احمد دین بہت دیر تک چلتا پھرتا رہا............ مگر اسے اطمینان سے کہیں بیٹھنے کا موقع نہ ملا۔ جہاں جاتا، رشوت کا سوال سامنے............دنیا شاید رشوت ہی کی وجہ سے عالم وجود میں آئی ہے............

شاید خدا کو کسی نے رشوت دی ہو اور اس نے یہ دنیا بنا دی ہو۔

احمد دین کے پاس جب پیسہ بھی نہ رہا تو مزدوری شروع کر دی۔ بوجھ اٹھاتا اور ہر روز دو روپے کما لیتا۔

مہنگائی کا زمانہ تھا............ گو دونوں وقت کا کھانا بھٹیار خانے میں کھاتا، لیکن اسے کافی خرچ برداشت کرنا پڑتا۔

زیادہ سے زیادہ ایک آنہ بچ رہتا............

احمد دین مزدوری کرتا............ مگر اس کے دل و دماغ پر رشوت کا چکر

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

گھومتا رہتا تھا............ یہ ایک بہت بڑی لعنت تھی............اور وہ چاہتا تھا کہ اس سے کسی طرح نجات حاصل کرے............اور مزدوری چھوڑ کر کوئی ایسی ملازمت اختیار کرے جو اس کے شایان شان ہو............ آخر وہ بی اے پاس تھا............ فرسٹ کلاس فرسٹ۔

اس نے سوچا کہ نماز پڑھنا شروع کر دے............ خدا سے دعا مانگے کہ وہ اس کی سنے، چنانچہ اس نے باقاعدہ پانچ وقت کی نماز شروع کر دی۔ یہ سلسلہ ایک وقت تک جاری رہا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

اس دوران میں اس کے پاس تیس روپے جمع ہو چکے تھے۔ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ ڈاک خانے گیا۔ تیس روپے کا پوسٹل آرڈر لیا اور لفافے میں ڈال کر ساتھ ہی ایک رقعہ بھی رکھ دیا جس کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا:

''اللہ میاں............ میں سمجھتا ہوں تم بھی رشوت لے کر کام کرتے ہو۔ میرے پاس تیس روپے ہیں جو تمہیں بھیج رہا ہوں............ مجھے کہیں اچھی سی ملازمت دلوا دو............ بوجھ اٹھا اٹھا کر میری کمر دوہری ہو گئی ہے۔''

لفافے پر اس نے پتہ لکھا:

بخدمت جناب اللہ میاں............ مالک کائنات''

چندروز بعد احمد دین کو ایک خط ملا جو ''کائنات'' اخبار کے ایڈیٹر کی طرف سے تھا، اس کا نام محمد میاں تھا۔ خط کے ذریعے اس نے احمد دین کو بلایا تھا۔ وہ ''کائنات'' کے دفتر گیا جہاں مترجم کی حیثیت سے سو روپیہ ماہوار پر رکھ لیا گیا............

احمد دین نے سوچا............ آخر رشوت کام آ ہی گئی۔

قیمے کی بجائے بوٹیاں

ڈاکٹر سعید میرا ہمسایہ تھا............ اس کا مکان میرے مکان سے زیادہ سے زیادہ دو سو گز کے فاصلے پر ہوگا۔ اس کی گراؤنڈ فلور پر اس کا مطب تھا۔ میں کبھی کبھی وہاں چلا جاتا............ ایک دو گھنٹے کی تفریح ہو جاتی............ بڑا بذلہ سنج، ادب شناس اور وضعدار آدمی تھا۔

رہنے والا بنگلور کا تھا............ مگر گھر میں بڑی شستہ و رفتہ اردو میں گفتگو کرتا تھا۔ اس نے اردو کے قریب قریب تمام بڑے شعرا کا مطالعہ کچھ ایسے ہی انہماک سے کیا تھا کہ جس طرح اس نے ایم بی بی ایس کورس کی جملہ کتابوں کا۔ میں کئی دفعہ سوچتا کہ ڈاکٹر سعید کو ڈاکٹر بننے کی بجائے کسی بھی مضمون میں ایم اے ایچ پی کی ڈگری حاصل کرنی چاہئے تھی............ اس لئے کہ اس کی افتادِ طبع کے لئے

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

یہ نہایت موزوں و مناسب ہوتی۔

چنانچہ میں نے ایک روز اس سے کہا:

''ڈاکٹر صاحب! آپ نے یہ پروفیشن کیوں اختیار کیا؟''

''کیوں؟''

میں نے ان سے کہا:

''آپ اُردو، فارسی زبان کے بڑے اچھے پروفیسر ہوتے............ بڑے ہردلعزیز............ طالب علم آپ کے گرویدہ ہوتے۔''

وہ مسکرایا:

''ایک ہی بات ہوتی............ نہیں............ زمین و آسمان کا فرق ہوتا۔ میں یہاں اپنے مطب میں بڑے اطمینان سے بیٹھا ہر روز کم از کم سو سوا سو روپے بنا لیتا ہوں............ اگر میں نے کوئی دوسرا پیشہ اختیار کیا ہوتا تو مجھے کیا ملتا............

زیادہ سے زیادہ چھ سات سو روپے ماہوار۔''

میں نے ڈاکٹر سے کہا: ''بڑی معقول آمدنی ہے۔''

''آپ اسے معقول کہتے ہیں............ سو روپے کے قریب تو میرا اپنا جیب خرچ ہے............ آپ جانتے ہی ہیں............ کہ میں شراب پینے کا عادی ہوں اور وہ بھی ہر روز............ قریب قریب پچھتر روپے تو اس پر اٹھ جاتے ہیں............ پھر سگریٹ ہیں............ دوست یاروں کی تواضع ہے............ یہ سب خرچ کیا ایک لیکچرر، پروفیسر، ریڈر یا پرنسپل کی تنخواہ پورا کر سکتی ہے؟''

میں قائل ہو گیا۔

''جی نہیں............ آپ ڈاکٹر نہ ہوتے............ ادیب ہوتے، مصور ہوتے۔'' میری بات کاٹ کر انہوں نے ایک چھوٹا سا قہقہہ لگا کر کہا:

''اور فاقہ کشی کرتا'' میں بھی ہنس پڑا۔

ڈاکٹر سعید کے اخراجات واقعی بہت زیادہ تھے، اس لئے کہ وہ کنجوس نہیں تھا............ اس کے علاوہ اسے اپنے مطب سے فارغ ہو کر فرصت کے اوقات میں دوست یاروں کی محفل جمانے میں ایک خاص قسم کی مسرت حاصل ہوتی تھی۔

شادی شدہ تھا............ اس کی بیوی بنگلور ہی کی تھی جس کے بطن سے دو بچے تھے۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکا............ اس کی بیوی اردو زبان سے قطعاً نا آشنا تھی، اس لئے اسے تنہائی کی زندگی بسر کرنا پڑتی تھی۔ کبھی کبھی چھوٹی لڑکی آتی اور اپنی ماں کا پیغام ڈاکٹر کے کان میں ہولے سے پہنچا دیتی اور پھر دوڑتی ہوئی مطب سے باہر نکل جاتی۔

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر سے میرا دوستانہ ہو گیا............ بڑا بے تکلف قسم کا۔ اس نے مجھے اپنی گزشتہ زندگی کے تمام حالات و واقعات سنائے۔ مگر وہ اتنے دلچسپ نہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جائے۔

اب میں نے باقاعدگی کے ساتھ ان کے ہاں جانا شروع کر دیا۔ میں بھی چونکہ بوتل کا رسیا تھا............ اس لئے ہم دونوں میں گاڑھی چھننے لگی۔ ایک دو ماہ کے بعد میں نے محسوس کیا............ کہ ڈاکٹر سعید الجھا سا رہتا ہے۔ اپنے کام سے اس کی دلچسپی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ پہلے تو میں اسے ٹٹولتا رہا، آخر میں نے صاف لفظوں میں اس سے پوچھا:

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''یار سعید............ تم آج کئی دن سے کھوئے کھوئے سے کیوں رہتے ہو''

ڈاکٹر سعید کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی: ''نہیں تو............''

''نہیں تو کیا............ میں اتنا گدھا تو نہیں کہ پہچان بھی نہ سکوں کہ تم کسی ذہنی الجھن میں گرفتار ہو............''

ڈاکٹر سعید نے اپنا وہسکی کا گلاس اٹھایا اور ہونٹوں تک لے جا کر کہا: ''محض تمہارا واہمہ ہے............ یا تم اپنی نفسیات شناسی کا مجھ پر رعب گانٹھنا چاہتے ہو............''

میں نے ہتھیار ڈال دیئے............ حالانکہ اس کا لب و لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ اس کے دل کا چور پکڑا جا چکا ہے۔ مگر اسے اپنی شکست کے اعتراف کا حوصلہ نہیں............ بہت دن گزر گئے۔

اب وہ کئی کئی گھنٹے اپنے مطب سے غیر حاضر رہنے لگا۔ یہ جاننے کے لیے کہ وہ کہاں جاتا ہے کیا کرتا ہے، اس کی ذہنی پریشانی کا باعث کیا ہے، میرے دل و دماغ میں بڑی کھد بد ہو رہی تھی۔ اب اتفاقاً اگر اس سے ملاقات ہوتی تو میرا بے اختیار جی چاہتا کہ اس سے ایک بار پھر وہ سوالات کروں جن کے اٹل جواب سے میری ذہنی الجھن دور ہو اور ڈاکٹر سعید کے عقب میں جو کچھ بھی تھا، اس کی صحیح تصویر میری آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ مگر ایسا کوئی تخلیے کا موقع نہ ملا۔

ایک دن شام کو جب میں اس کے مطب میں داخل ہوا............ تو اس کے نوکر نے مجھے روکا۔

صاحب! ابھی اندر نہ جایئے .... ڈاکٹر صاحب ایک مریض کو دیکھ رہے ہیں۔" "تو دیکھا کریں۔" نوکر نے مؤدبانہ عرض کی: "صاحب .... وہ .... وہ .... میرا مطلب ہے .... کہ مریض، عورت ہے ...."

"اوہ .... کب تک فارغ ہو جائیں گے .... اس کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہے؟" نوکر نے جواب دیا:

"جی میں کچھ نہیں کہہ سکتا .... تقریباً ایک گھنٹے سے وہ بیگم صاحبہ کو دیکھ رہے ہیں ...." میں تھوڑے توقف کے بعد مسکرایا۔

"تو مرض کوئی خاص معلوم ہوتا ہے ...."

اور یہ کہہ کر میں نے غیر ارادی طور پر ڈاکٹر سعید کے کمرہ تشخیص کا دروازہ کھول دیا اور اندر داخل ہو گیا۔

کیا دیکھتا ہوں .... کہ سعید ایک ادھیڑ عمر کی عورت کے ساتھ بیٹھا ہے۔ تپائی پر بیئر کی بوتل اور دو گلاس رکھے ہیں، اور دونوں محو گفتگو ہیں۔ سعید اور وہ محترمہ مجھے دیکھ کر چونک پڑے۔

میں نے ازرہ تکلف ان سے معذرت طلب کی اور باہر نکلنے ہی والا تھا کہ سعید پکارا: "کہاں چلے .... بیٹھو۔" میں نے سعید سے کہا:

"میری موجودگی شاید آپ کی گفتگو میں مخل ہو۔"

سعید نے اٹھ کر مجھے کاندھوں سے پکڑ کر ایک کرسی پر بٹھا دیا ....

"ہٹاؤ یار اس تکلف کو ...."

پھر اس نے ایک خالی گلاس میں میرے لئے بیئر انڈیلی اور اسے میرے

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

سامنے رکھ دیا: "لو، پیو ...." میں نے دو گھونٹ بھرے تو سعید نے اس ادھیڑ عمر کی عورت سے جو لباس اور زیوروں سے کافی مالدار معلوم ہوتی تھی .... تعارف کرایا۔

"سلمیٰ رحمانی .... اور یہ میرے عزیز دوست سعادت حسن منٹو۔"

سلمیٰ رحمانی چند ساعتوں کے لئے مجھے بڑے غور اور تعجب سے دیکھتی رہی۔

"سعید .... کیا واقعی یہ سعادت حسن منٹو ہیں .... جن کے افسانوں کے سارے مجموعے میں بڑے غور سے ایک نہیں، دو دو، تین تین مرتبہ پڑھ چکی ہوں ...." ڈاکٹر سعید نے اپنا گلاس اٹھایا۔

"ہاں، وہی ہیں .... میں نے کئی مرتبہ خیال کیا کہ اس سے تمہارا غائبانہ تعارف کرا دوں .... پر میں نے سوچا تم اس نام سے یقیناً واقف ہو گی .... شیطان کو کون نہیں جانتا ...."

سلمیٰ رحمانی یہ سن کے پیٹ بھر کے ہنسی .... اور اس کا پیٹ عام پیٹوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی بڑا تھا۔

اس کے بعد مس سلمیٰ رحمانی سے کئی ملاقاتیں ہوئیں .... پڑھی لکھی عورت تھی۔ بڑے اچھے گھرانے سے متعلق تھی۔ تفتیش کیے بغیر مجھے اس کے متعلق چند معلومات حاصل ہو گئیں کہ وہ تین خاوندوں سے طلاق لے چکی ہے .... صاحب اولاد ہے .... جہاں رہتی ہے .... اس میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے اور ایک غسل خانہ ہے۔ وہاں اکیلی رہتی ہے۔ غیر منقولہ جائیداد سے اس کی آمدن چار پانچ سو روپے ماہوار کے قریب ہے۔ ہیرے کی انگوٹھیاں پہنتی ہیں۔

ان انگوٹھیوں میں سے ایک میں نے دوسرے روز شام کو سعید کی انگلی میں دیکھی۔

تیسرے روز کو ڈاکٹر سعید کے مطب میں سلمیٰ رحمانی موجود تھی۔ دونوں بہت خوش تھے اور چہچہا رہے تھے............ میں بھی ان کی بیئر نوشی میں شریک ہو گیا۔

پچھلے ایک ہفتے سے میں دیکھ رہا تھا کہ ڈاکٹر سعید کے کمرۂ تشخیص سے کچھ دور جو کمرے خالی پڑے رہتے ہیں، ان کی بڑی توجہ سے مرمت کرائی جا رہی ہے............ ان کو سجایا بنایا جا رہا ہے۔ فرنیچر جب لایا گیا تو وہی تھا جو میں نے سلمیٰ رحمانی کے گھر دیکھا تھا۔

اتوار کو ڈاکٹر سعید کی چھٹی کا دن ہوتا تھا۔ کواڑ بند رہتے تا کہ اس کو تنگ نہ کیا جائے۔

مجھے تو وہاں ہر وقت آنے جانے کی اجازت تھی............ ایک اور چور دروازہ تھا۔ اس کے ذریعے میں اندر پہنچا............ اور سیدھا ان دو کمروں کا رخ کیا جن کی مرمت کرائی گئی تھی............

دروازہ کھلا تھا............ میں اندر داخل ہوا تو حسبِ توقع ڈاکٹر سعید کی بغل میں سلمیٰ رحمانی بیٹھی تھی۔

سعید نے مجھ سے کہا:

''میری بیوی سلمیٰ رحمانی سے ملو............''

مجھے اس عورت سے کیا ملنا تھا............ سینکڑوں بار مل چکا تھا۔ لیکن اگر کسی عورت کی شادی ہو تو اس کو کن الفاظ میں مبارک باد دینی چاہئے

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

.... اس کے بارے میں میری معلومات صفر کے برابر تھیں .... سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہوں۔

لیکن کہنا بھی کچھ ضرور تھا............ اس لئے جو منہ میں آیا، باہر نکال دیا: ''تو آخر اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہو گیا............''

میاں بیوی دونوں ہنسے............

سعید نے مجھے بیٹھنے کو کہا۔ بیئر پیش کی اور ہم شادی کے علاوہ دنیا کے ہر موضوع پر دیر تک گفتگو کرتے رہے۔

میں شام پانچ بجے آیا تھا............ گھڑی دیکھی تو نو بجنے والے تھے۔

میں نے سعید سے کہا:

''لو بھئی............ میں چلا............ باتوں باتوں میں اتنی دیر ہو گئی ہے، اس کا مجھے علم نہیں تھا۔''

سعید کے بجائے سلمیٰ رحمانی............ ''معاف کیجئے گا''، سلمیٰ سعید مجھ سے مخاطب ہوئیں:

''نہیں، آپ نہیں جا سکتے............ کھانا تیار ہے............ اگر آپ کہیں تو لگوا دیا جائے۔''

خیر، سعید اور اس کی نئی بیوی کے پیہم اصرار پر مجھے کھانا، کھانا پڑا............ جو بہت خوش ذائقہ اور لذیز تھا۔

دو برس تک ان کی زندگی بڑی ہموار گزرتی رہی............ ایک دن میں ناسازیٔ طبیعت کے باعث بستر ہی میں لیٹا تھا کہ نوکر نے اطلاع دی: ''ڈاکٹر سعید صاحب تشریف لائے ہیں۔''

میں نے کہا............

''اندر.......... جاؤ، ان کو اندر بھیج دو............''

سعید آیا تو میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت مضطرب اور پریشان ہے۔ اس نے مجھے کچھ پوچھنے کی زحمت نہ دی اور اپنے آپ بتا دیا کہ سلمٰے سے اس کی ناچاقی شروع ہوگئی ہے، اس لئے کہ وہ خود سر عورت ہے، کسی کو خاطر ہی میں نہیں لاتی ....میں نے صرف اس لئے اس سے شادی کر لی کہ وہ اکیلی تھی ....اس کے عزیز و اقربا اسے پوچھتے ہی نہیں تھے۔ جب وہ بیمار ہوئی ....اور یہ کوئی معمولی بیماری نہیں تھی............ ڈپتھریا تھا جسے خناق کہتے ہیں۔ تو میں نے اپنا تمام کام چھوڑ کر اس کا علاج کیا اور خدا کے فضل و کرم سے وہ تندرست ہوگئی............ پر اب وہ ان تمام باتوں کو پس پشت ڈال کر مجھ سے کچھ اس قسم کا سلوک کرتی ہے جو بے حد ناروا ہے۔''

تو آغاز کا انجام شروع ہوگیا تھا............

چونکہ ڈاکٹر سعید کا گھر میرے گھر کے بالکل پاس تھا، اس لئے ان کی لڑائیوں کی اطلاعات ہمیں مختلف ذریعوں سے پہنچتی رہتی تھیں............

سلمٰے کے ساتھ دو نوکرانیاں تھیں، بڑی تیز طرار اور ہٹی کٹی۔ ان دونوں کے شوہر تھے............ وہ ایک طرح اس کے ملازم تھے............ اس کے اشارے پر جان دے دینے والے............ اور ڈاکٹر سعید بڑا نحیف اور مختصر مرد۔

ایک دن معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سعید اور سلمٰے نے پی رکھی تھی کہ آپس میں دونوں کی چخ ہوگئی............ ڈاکٹر نے معلوم نہیں نشے میں کیا کہا کہ سلمٰے آگ بگولا ہو

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

گئی۔

اس نے اپنی دونوں نوکرانیوں کو آواز دی............ وہ دوڑی دوڑی اندر آئیں۔ سلمٰے نے ان کو حکم دیا کہ ڈاکٹر کی اچھی طرح مرمت کر دی جائے، ایسی مرمت کہ ساری عمر یاد رکھے۔

یہ حکم ملنا تھا.............. کہ ڈاکٹر سعید کی مرمت شروع ہوگئی ....ان دونوں نوکرانیوں نے اپنے شوہروں کو بھی اس سلسلے میں شامل کر لیا۔ لاٹھیوں، گھونسوں اور دوسرے تھرڈ ڈگری طریقوں سے اسے خوب مارا پیٹا گیا کہ اس کا کچومر نکل گیا۔

افتاں و خیزاں بھاگا وہاں سے اور اوپر اپنی پرانی بیوی کے پاس پہنچ گیا جس نے مستعد نرس کی طرح اس کی خدمت شروع کر دی۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ اس نے ان دو کمروں کا رخ قریب قریب دو ماہ تک نہ کیا۔ اب وہ سلمٰے سے کسی قسم کا رشتہ قائم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ہوگیا............ سو ہوگیا............ اب اس کو اپنے گھر سے بہت زیادہ دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔

لیکن کبھی کبھی اسے یہ محسوس ہوتا کہ یہ عورت جس سے میں نے شادی کا ڈھونگ رچایا تھا.............. کیوں ابھی تک اس کے سر پر مسلط ہے ....اس کے گھر سے چلی کیوں نہیں جاتی۔ مگر وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ایک دو ماہ اور گزر گئے۔

اس دوران ڈاکٹر سعید کو معلوم ہوا کہ اس کا یو پی کے تاجر سے معاشقہ چل رہا

ہے۔ یہ شخص صرف نام ہی کا تاجر تھا............ اس کے پاس کوئی دولت نہیں تھی۔ صرف ایک مکان تھا............ جو اس نے ہجرت کرنے کے بعد اپنے نام الاٹ کرالیا تھا۔

دونوں ہر روز شام کو میرے یہاں آتے .... شعر و شراب کی محفلیں جمتیں............ اور میرے سینے پر مونگ دلتی رہتیں............

ایک دن اس سے یہ کہے بغیر نہ رہا جاسکا۔

میں نے ذرا سخت لہجے میں اس سے کہا۔

''اوّل تو تم نے یہ غلطی کی .... کہ سلمٰی سے شادی کی .... دوسری غلطی تم یہ کر رہے ہو کہ اسے اپنے گھر سے باہر نہیں کرتے .... کیا یہ اس کے باپ کا گھر ہے؟''

ڈاکٹر سعید کی گردن شرمساری کے باعث جھک گئی............

''یار! چھوڑو اس قصے کو۔''

''قصے کو تو تم اور میں دونوں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں............ لیکن یہ قصہ ہی تمہیں نہیں چھوڑتا............ اور نہ چھوڑے گا............ جبکہ تم کوئی بھی مردانہ وار کوشش نہیں کرتے............''

وہ خاموش رہا۔

میں نے اس پر ایک گولہ اور پھینکا

''سچ پوچھو تو سعید............ تم نامرد ہو............ میں تمہاری جگہ ہوتا تو محترمہ کا قیمہ بنا ڈالتا............ اصل میں تم ضرورت سے زیادہ ہی شریف ہو۔''

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

سعید نے نقاہت بھری آواز میں صرف اتنا کہا:

''میں بہت خطرناک مجرم بھی بن سکتا ہوں............ تم نہیں جانتے۔''

میں نے طنزاً کہا:

''سب جانتا ہوں............ اس سے اتنی مار کھائی............ اتنے ذلیل ہوئے............ میں صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ محترمہ تمہارے گھر سے جاتی کیوں نہیں............؟ اس پر اس کا اب کیا حق ہے؟''

سعید نے جواب دیا:

''وہ چلی گئی ہے............ اور اس کا سامان بھی............ بلکہ میرا سامان بھی اپنے ساتھ لے گئی ہے............''

میں بہت خوش ہوا:

''لعنت بھیجو اپنے سامان پر............ چلی گئی ہے............ بس ٹھیک ہے تم خوش تمہارا خدا خوش............ چلو اسی میں خوشی وہ بیئر کی یخ بستہ بوتلیں پئیں............ جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں............ اس کے بعد کھانا کسی ہوٹل میں کھائیں گے۔''

سلمٰی کے جانے کے بعد ڈاکٹر سعید کم از کم ایک ماہ تک کھویا سا رہا............ اس کے بعد وہ اپنی نارمل حالت میں آگیا............ ہر شام اس سے ملاقات ہوتی............ گھنٹوں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے اور ہنسی مذاق کرتے رہتے۔

کچھ دنوں سے میری طبیعت موسم کی تبدیلی کے باعث بہت مضمحل تھی۔

بستر میں لیٹا تھا کہ ڈاکٹر سعید کا ملازم آیا............اس نے مجھ سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کو یاد کرتے ہیں اور بلا رہے ہیں............ایک ضروری کام ہے۔

میرا جی تو نہیں چاہتا تھا .... کہ بستر پر سے اٹھوں .... مگر سعید کو نا امید نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے شیروانی پہن کر اس کے یہاں پہنچا............

مکان کے باہر دیکھا............ کہ چار دیگیں چڑھی ہیں............

قصائی دھڑا دھڑ بوٹیاں کاٹ کاٹ کر صف کے ایک ٹکڑے پر پھینکے چلا جا رہا ہے۔ آس پاس کے کئی آدمی جمع تھے۔

میں سمجھا شائد کوئی نذر نیاز دی جا رہی ہے............ میں نے گوشت کا وہ بڑا سا لوتھڑا دیکھا .... جس پر کلہاڑی چلائی جا رہی تھی .... اس کے ساتھ دو بانہیں تھیں ....! بالکل انسانوں کی مانند............!

میں نے پھر غور سے دیکھا .... قطعی طور پر انسانی بانہیں تھی

....

سمجھ میں نہ آیا............ یہ قصہ کیا ہے؟

قصائی کی چھری اور کلہاڑی چل رہی تھی............ چار دیگوں میں پیاز سرخ کی جا رہی تھی............ اور میرا دل............ دماغ ان دونوں کے درمیان پھنستا اور دھنستا چلا جا رہا تھا............ کہ ڈاکٹر سعید نمودار ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی پکارا:

ONE URDU FORUM . COM ® SCANNED PDF By HAMEEDI

''آیئے .... آیئے .... آپ کے کہنے کے مطابق قیمہ تو نہ بن سکا، مگر یہ بوٹیاں تیار کرالی گئی ہیں............ ابھی اچھی طرح بھونی نہیں گئیں۔ ورنہ میں آپ کو ایک بوٹی پیش کرتا............

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مرچ مصالحہ ٹھیک ہے یا نہیں:''

''یہ سن کر پہلے مجھے متلی آئی .... اور پھر میں بے ہوش ہو گیا ....''